ماہنامہ
انصار اللہ

اپریل 2007ء
شہادت 1386 ہش

ایڈیٹر
نصیر احمد انجم

نویں آل پاکستان سپورٹس ریلی 2007ء مجلس انصار اللہ پاکستان

سپورٹس ریلی 2007ء میں شریک ہونے والے مکرم محمد اشرف صاحب
جن کو مورخہ یکم مارچ 2007ء کو راہِ مولا میں قربان ہونے کی توفیق ملی

شرکائے سپورٹس ریلی 2007ء

ریلی میں شریک معمر ترین کھلاڑی مکرم رفیق احمد صاحب گوندل نے ریلی کا افتتاح فرمایا

احمدی انصار کی تربیت کیلئے

ماہنامہ

انصار اللہ

ایڈیٹر: نصیر احمد انجم

شہادت 1386 ھش اپریل 2007ء

جلد نمبر 48

شمارہ نمبر 4

فون نمبر: 047-6212982 فیکس نمبر: 047-6214631

ای میل: ansarulah60@yahoo.com

نائبین: ریاض محمود باجوہ۔ محمود احمد اشرف۔ صفدر نذیر گولیکی

اس شمارہ میں

اداریہ — صفحہ 2 تا 3

القرآن: مایوسی منع ہے — 4

حدیث نبوی: مسکین کی تعریف — 5

عربی منظوم کلام — 6

فارسی منظوم کلام — 7

اردو منظوم کلام — 8

کلام الامام: دُعا کی اہمیت — 9

تفسیر سورۃ الماعون — 10 تا 18

خلاصہ: مکرم محمود احمد اشرف صاحب

جلسہ سالانہ اور اُس کی برکات — 19 تا 23

تحریر: مکرم عبدالقدیر قمر صاحب

عجز و انکسار — 24 تا 25

تحریر: مکرم محمد اشرف کاہلوں صاحب

مشہور مستشرق ...... سر ولیم میور — 26 تا 29

تحریر: مکرم طارق حیات صاحب

وقفِ عارضی کے متعلق — 30 تا 31

تحریک وقف زندگی اور داخلہ جامعہ احمدیہ — 32 تا 33

نتیجہ امتحان سہ ماہی چہارم 2006ء — 34 تا 35

رپورٹ نویں آل پاکستان سالانہ سپورٹس ریلی 2007ء — 36 تا 40

پبلشر: عبدالمنان کوثر

پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: انیس احمد

مقام اشاعت: دفتر انصار اللہ دارالصدر جنوبی ربوہ (چناب نگر)

مطبع: ضیاء الاسلام پریس

شرح چندہ: (پاکستان)

سالانہ .... ایک سو روپیہ

قیمت فی پرچہ ...... ۱۰ روپے

ادار یہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حُبّ الوطنی

۱۲ ربیع الاوّل ۲۰ پریل ۵۷۱ عیسوی کو دُنیا کی قسمت جاگی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی ۔ یہ آپ ہی تھے جو کل عالم کے نجات دھندہ بن کر مبعوث ہوئے ۔ آپ کا حسن کمال یہ ہے کہ آپ نے زندگی کے سب قرینے بنی نوع انسان کو اپنے عمل سے سکھا دیئے آج انسان کی نجات آپ کی پیروی میں ہے ۔

آپ کی زندگی کا ایک حسین جمیل پہلو وطن سے محبت ہے آپ کا فرمان ہے ۔ حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ کہ وطن سے محبت ایمان میں شامل ہے کیسی حسین تعلیم ہے کہ وطن سے محبت کو ایمانیات کے ساتھ باندھا ۔ گویا اپنے ملک سے محبت کر کے ہم مومن کہلائیں گے اور ثواب اور رضائے باری سے ہمکنار ہو سکیں گے ۔

جب آپ کو پہلی وحی ہوئی تو حضرت خدیجہؓ آپؐ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں انہوں نے سارے حالات سن کر آئندہ کے متعلق آپ کو خبردار کیا کہ وقت آئے گا جب تیری قوم تجھے تیرے وطن سے نکال دے گی اس پر آپ نے حیرانگی سے فرمایا ۔ اَوَمُخْرِجِیَّ هُمْ کیا وہ مجھے نکال دیں گے ۔ اس کے بعد جب ورقہ بن نوفل کی کہی ہوئی بات پوری ہوئی اور آپ کو مکہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا گیا ۔ آپ اپنے پیارے وطن مکہ سے رخصت ہوئے اور جب شہر نظروں سے اوجھل ہونے لگا تو آپ نے ایک اونچے پتھر پر کھڑے ہو کر فرمایا ۔

مکہ تُو میرا پیارا وطن تھا اگر میری قوم مجھے یہاں سے نہ نکالتی تو میں ہرگز نہ نکلتا ۔

(مسند احمد بن حنبل)

جب آپ مدینہ تشریف لے گئے مدینہ والوں نے کھلے بازوں سے آپ کو خوش آمدید کہا ۔ مدینہ آپ کا وطن ثانی قرار پایا ۔ لیکن آپ مدینہ میں بھی اپنے وطن مالوف مکہ کو نہ بھولے ایک مرتبہ مکہ میں قحط

پڑا ابوسفیان جو ابھی تک مسلمان نہ ہوئے تھے مدینہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا۔

”اے محمد آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے آپ ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں کہ بارشیں ہوں اور قحط سالی دور ہو۔“

ہر چند کہ مکہ والوں نے آپ پر ظلموں کے پہاڑ توڑے تھے اور بظاہر وہ کسی رحم کے مستحق نہ تھے لیکن یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی تھی آپ کا دل پسیجا اور آپ نے دُعا کی۔ آپ کی دُعا کو خدا نے شرف قبول بخشا مکہ میں بارشیں ہوئیں اور قحط سالی ختم ہوئی۔“ (بخاری) یہ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے

مدینہ کے ابتدائی ایام میں وہاں کی آب و ہوا آپ کے صحابہ کو راس نہ آئی اور بعض کو بخار نے آلیا۔ اس پر رسولِ خدا نے دُعا کی۔

اے اللہ ہمارے دلوں میں مدینہ کی ایسی محبت ڈال دے جیسے مکہ ہمیں محبوب ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر مدینہ کو محبوب کر دے اے اللہ مدینہ اور اس کے اہل کے رزق میں فراوانی عطا کر۔ اس کی آب و ہوا کو ہمارے لئے صحیح کر دے اس کے وبائی بخار کو کہیں دور لے جا۔ اور مدینہ میں مکے سے دوگنی برکات رکھ دے۔ (بخاری)

اس دعا کے نتیجہ میں مدینہ سے آپ کی محبت ایسی بڑھی کہ آپ کے دل میں رچ بس گئی مدینہ سے جدائی آپ پر بہت شاق گزرتی تھی سفر سے واپسی پر مدینہ پر نظر پڑتے ہی سواری کو ایڑ لگاتے اور جلد مدینہ پہنچتے۔

غزوہ تبوک کے سفر میں ایک ماہ مدینہ سے جدائی رہی۔ واپس پر مدینہ پر نظر پڑتے ہی فرمایا هٰـذِهٖ طَابَةٌ کہ یہ (مدینہ) پاک شہر ہے (بخاری) اسی طرح خیبر سے واپسی پر اُحد پہاڑ پر نظر پڑی تو سواری کو تیز کرتے ہوئے فرمایا۔

وادی اُحد کو ہم سے محبت ہے اور یہ ہمیں بہت پیاری ہے۔ (بخاری)

اللہ تعالیٰ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر عمل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

القرآن

مایوسی منع ہے

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ
لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ
الرَّحِيْمُ ﴿۵۴﴾

(سورۃ الزّمر:54)

ترجمہ: تُو کہہ دے کہ میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ یقیناً اللہ تمام گناہوں کو بخش سکتا ہے۔ یقیناً وہی بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(اردو ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

حدیث نبوی ﷺ

مسکین کی تعریف

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَیْسَ الْمِسْکِیْنُ الَّذِیْ یَطُوْفُ عَلَی النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ، وَلٰکِنَّ الْمِسْکِیْنَ الَّذِیْ لَا یَجِدُ غِنًی یُغْنِیْهِ وَلَا یُفْطَنُ لَهٗ فَیُتَصَدَّقَ عَلَیْهِ وَلَا یَقُوْمُ فَیَسْأَلُ النَّاسَ

(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب قول اللّٰہ لایسألون النّاس الحافاً)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسکین وہ نہیں جو ایک دو لقمے یا ایک دو کھجوروں کے لئے در در پھرتا ہے بلکہ مسکین وہ ہے جس کے پاس بقدر کفاف گزارہ نہ ہو لیکن اس کے باوجود اس کی غربت سے کوئی واقف نہ ہو سکے تاکہ وہ اس پر صدقہ خیرات کرے اور ضرورت مند ہوتے ہوئے بھی وہ لوگوں سے کچھ نہ مانگے۔

عربی منظوم کلام

يُنَوِّرُ ضَوْءُ الشَّمْسِ وَجْهَ خَلَائِقٍ

اَيَا مُحْسِنِيْ اُثْنِيْ عَلَيْکَ وَاَشْكُرُ
فِدًى لَکَ رُوْحِيْ اَنْتَ تُرْسِيْ وَ مَاْزَرُ

اے میرے محسن! مَیں تیری ثناء اور شکر کرتا ہوں۔ میری روح تجھ پر فدا ہو۔ تو میری ڈھال اور قوت ہے

تُلَبِّيْکَ رُوْحِيْ دَائِمًا كُلَّ سَاعَةٍ
وَاِنَّکَ مَهْمَا تَحْشُرِ الْقَلْبَ يَحْضُرُ

میری روح ہمیشہ ہر گھڑی تجھے لبیک کہتی ہے۔ اور بے شک تو جب بھی میرے دل کو بلاتا ہے وہ حاضر ہو جاتا ہے

وَتَعْصِمُنِيْ فِيْ كُلِّ حَرْبٍ تَرَحُّمًا
فِدًى لَکَ رُوْحِيْ اَنْتَ دِرْعِيْ وَ مِغْفَرُ

اور تُو مجھے از راہ رحم ہر لڑائی میں بچا لیتا ہے۔ میری روح تجھ پر قربان جائے۔ تو ہی میری زرہ اور خود ہے۔

يُنَوِّرُ ضَوْءُ الشَّمْسِ وَجْهَ خَلَائِقٍ
وَلٰكِنْ جَنَانِيْ مِنْ سَنَاکَ يُنَوَّرُ

سورج کی روشنی تو مخلوق کے چہرے کو منور کرتی ہے۔ لیکن میرا دل تیرے نور سے منوّر ہوتا ہے۔

تُحِيْطُ بِكُنْهِ الْكَائِنَاتِ وَسِرِّهَا
وَتَعْلَمُ مَاهُوَ مُسْتَبَانٌ وَّ مُضْمَرُ

تو کائنات کی کنہ اور بھیدوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور جو ظاہر ہے اور جو (دل میں) پوشیدہ ہے تو اسے خوب جانتا ہے۔

(القصائد الاحمدیہ مترجم صفحہ ۳۶۔۳۷)

فارسی منظوم کلام

بر رضائے خویش کُن انجامِ ما

گر خدا از بندۂ خوشنود نیست
ہیچ حیوانے چو اُو مردود نیست

اگر خدا بندہ سے خوش نہیں ہے تو اُس جیسا کوئی حیوان بھی مردود نہیں

گر سگِ نفسِ دنی را پروریم
از سگانِ کوچہ ہا ہم کمتریم

اگر ہم اپنے ذلیل نفس کو پالنے میں لگے رہیں تو ہم گلیوں کے کتّوں سے بھی بدتر ہیں

اے خدا اے طالباں را رہنما!
ایکہ مہرِ تو حیاتِ روحِ ما!

اے خدا۔ اے طالبوں کے رہنما۔ اے وہ کہ تیری محبت ہماری رُوح کی زندگی ہے

بر رضائے خویش کُن انجامِ ما
تا بر آید درد و عالم کامِ ما!

تو ہمارا خاتمہ اپنی رضا پر کر کہ دونوں جہان میں ہماری مراد پوری ہو

خَلق و عالم جُملہ در شور و شراند
طالبانت در مقامِ دیگراند

دنیا اور اس کے لوگ سب شور و شر میں مصروف ہیں مگر تیرے طالب اور ہی مقام پر ہیں

(آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۳۴۔۳۳۵)

اردو منظوم کلام

درسِ توحید

وہ دیکھتا ہے غیروں سے کیوں دل لگاتے ہو
جو کچھ بُتوں میں پاتے ہو اس میں وُہ کیا نہیں

سُورج پہ غور کرکے نہ پائی وُہ روشنی
جب چاند کو بھی دیکھا تو اس یار سا نہیں

واحد ہے لاشریک ہے اور لازوال ہے
سب موت کا شکار ہیں اُس کو فنا نہیں

سب خیر ہے اسی میں کہ اس سے لگاؤ دِل
ڈھونڈو اسی کو یارو! بُتوں میں وفا نہیں

اِس جائے پُرعذاب سے کیوں دِل لگاتے ہو
دوزخ ہے یہ مقام یہ بُستاں سَرا نہیں

(درثمین اردو صفحہ ۱۵۲ مطبوعہ رقیم پریس لنڈن)

کلام الامام

دُعا کی اہمیت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''اعجاز کی بعض اقسام کی حقیقت بھی دراصل استجابتِ دُعا ہی ہے اور جس قدر ہزاروں معجزات انبیاء سے ظہور میں آئے ہیں یا جو کچھ کہ اولیاء ان دنوں تک عجائب کرامات دکھلاتے رہے اس کا اصل اور منبع یہی **دُعاء** ہے اور اکثر دُعاؤں کے اثر سے ہی طرح طرح کے خوارق قدرت قادر کا تماشا دکھلا رہے ہیں۔ وہ جو عرب کے بیابانی **ملک** میں ایک عجیب ماجرا گذرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہوگئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دُنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک **فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دُعائیں ہی تھیں جنہوں نے دُنیا میں شور مچا دیا** اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اُس اُمّی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں اللّٰھم صلی وسلم و بارک علیہ و اٰلہٖ وبعدد ھمہ و غمہ و حزنہ لھٰذہ الامۃ و انزل علیہ انوار رحمتک الی الابد اور میں اپنے ذاتی تجربہ سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ دُعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے بلکہ اسباب طبعیہ کے سلسلہ میں کوئی چیز ایسی عظیم التاثیر نہیں جیسی کہ دُعا ہے''

(برکات الدعاء روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۱۰۔۱۱)

تفسیر سورۃ الماعون

ازتفسیر کبیر سیدنا حضرت مصلح موعود (اللہ آپ سے راضی ہو)

خلاصہ: مکرم محمود احمد اشرف صاحب

ترتیب سورۃ:

سورۃ القریش میں خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ ہم نے تمہیں رزق مہیا کر دیا ہے تا کہ تم خُدا کی عبادت سے غافل نہ ہو۔ یہاں یہ بتایا کہ بافراغت رزق سے قوموں میں غفلت پیدا ہو جاتی ہے یہاں تک کہ دنیا کی محبت کے باعث اخروی زندگی سے اُن کا ایمان ہی اُٹھ جاتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ۝

رَءَيْتَ ظاہری آنکھوں سے دیکھنے اور دل کی آنکھوں سے دیکھنے دونوں معانی میں استعمال ہوتا ہے۔لیکن اگر أَرَءَيْتَ کہا جائے تو بالکل مختلف معنی پیدا ہو جاتے ہیں یعنی أَخْبِرْنِیْ مجھے بتاؤ۔اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ زید یا بکر کہتا ہے بلکہ یہ مطلب ہوتا ہے کہ جو بھی کہتا ہے بُری بات کہتا ہے۔

الدین کے معانی یہ ہیں۔(۱) جزاءسزا (۲) اطاعت،(۳) غلبہ(۴) سلطان،(۵) مذہب (۶) عبادت (۷) عبادت (۸) بدیوں سے رکنے کی خواہش،(۹) عادت (۱۰) قضاء(۱۱) تدبیر (۱۲) حال یا شان،

۱۔ جزا سزا کا منکر ضرور تنزل کی طرف جائے گا: دین کے پہلے معنوں کے لحاظ سے آیت کے یہ معنی تھے کہ مجھے بتاؤ تو سہی جزا سزا کا منکر کون ہے۔بتاؤ تو سہی یہ بات کون کہتا ہے۔

دین کے مختلف معنوں کے لحاظ سے یہاں جو باتیں شمار کی گئی ہیں یہ درحقیقت اصولی بدیاں ہیں اور ان کے نتیجہ میں ان ہزاروں ہزار جزئی بدیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے جب بھی کوئی شخص جزا سزا کا منکر ہو جائے گا اُسے ہر قسم کی بدیوں پر دلیری پیدا ہو جائے گی۔کیونکہ ہزارہا نیکیاں انسان ڈر کے مارے کرتا ہے اور ہزارہا نیکیاں انسان اُمید کے ساتھ کرتا ہے۔جزا وسزا سے مراد یہاں صرف اُخروی جزا سزا نہیں ہے بلکہ اعمال کا بدلہ ہے جو اس دُنیا میں بھی ملتا ہے۔

قرآنِ کریم چونکہ بار بار مرنے کے بعد جنت اور دوزخ کا مسئلہ اُٹھاتا ہے اس لئے عیسائی پادریوں نے فلسفہ کے نام پر یہ بحث اُٹھا دی ہے کہ عذاب کے ڈر سے یا انعام کی خواہش سے نیکی کرنا نیکی نہیں ہے۔حالانکہ یہ بالکل جھوٹی بات ہے۔کیونکہ دُنیا کا کون سا کام ہے جو انسان کسی فائدہ کی اُمید سے نہیں کرتا ہے۔ابتدائی طور پر انسان سب کچھ اُمید اور خوف کی وجہ سے ہی کرتا ہے۔ہاں پھر یہ درجہ یہ حاصل کرتا ہے کہ نیکی کے فلسفہ پر غور کر کے وہ نیکی کے ذاتی جوہر سے واقف ہو کر

نیکی کی رغبت کی وجہ سے کرتا ہے۔ اگرچہ اس سے بھی وہ تکمیل نفس حاصل کرتا ہے۔

چنانچہ جزا سزا کا یقین ہی انسان کو یا کسی قوم کو ترقی کی طرف لے جاتا ہے۔ یورپ کی قوموں نے دُنیا کے قانون قدرت کو دیکھ کر یہ یقین حاصل کر لیا ہے کہ کوئی کام ایسا نہیں جو بے جزا یا سزا کے رہے۔ اسی لئے وہ اکثر اخلاقی تعلیم پر عمل کرتے ہیں۔ پس یہی معنی اس آیت کے ہیں کہ جزا سزا ایک ایسا ثابت شدہ اصل ہے کہ جو شخص یا جو قوم اس کا انکار کر دے گی وہ ضرور تنزل کی طرف جائے گی۔

۲۔ جو شخص نظام اور ضبط نفس کا قائل نہیں وہ ضرور گناہوں میں مبتلا ہو گا: دین کے دوسرے معنی اطاعت کے ہیں۔ اطاعت سے مراد غلامی نہیں بلکہ نظام اور ضبط کے ہیں۔ آج تمام متمدن اقوام یہی کہتی ہیں کہ بے شک فرد آزاد ہے لیکن اُس کو ایسی آزادی حاصل نہیں ہے جو قوم کو نقصان پہنچائے۔ پس اس آیت میں انتہائی لطیف مضمون بیان ہے کہ قانون توڑنے کے بعد کوئی شخص نیکی پر قائم رہ ہی نہیں سکتا۔ وہ ضرور خرابی اور فساد کا شکار ہو گا۔

ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پوچھا کہ اگر میں اپنی بیوی کو کسی نامحرم کے پاس ایسی حالت میں بیٹھا دیکھوں جس کا مطلب یہ ہو کہ وہ زنا کر رہا ہے تو میں اس کو مار ڈالوں حضور نے فرمایا ہرگز نہیں۔ اس شخص نے پوچھا کہ آخر اسلام بھی تو اس کے لئے قتل کی سزا تجویز کرتا ہے (اس وقت تک رجم کی سزا پر ہی عمل ہوتا تھا) تو اگر میں خود ہی اس کو مار ڈالوں تو کیا حرج ہے۔ آپ نے فرمایا اگر تم اسے مارو گے تو تم قاتل سمجھے جاؤ گے۔ کسی کو بھی قانون کو ہاتھ میں لینے کا اختیار نہیں ہے کیونکہ اگر کوئی شخص قانون کو ہاتھ میں لے کر خود ہی سزا دینے لگے تو اس سے امن نہیں بلکہ فساد اور بدامنی پیدا ہو گی۔

اس وقت دو نظریے ہیں۔ ایک یہ کہ فرد کی ترقی ہی اصل مقصد ہے کیونکہ قوم افراد کا ہی مجموعہ ہے۔ اس لئے نظام اگر افراد کی ترقی میں روک ہو تو افراد کا حق ہے کہ اس کو توڑ دیں۔ دوسرا نظریہ یہ ہے کہ قوم کی ترقی ہی فرد کی ترقی ہے۔ پس فرد کو اختیار نہیں کہ قومی قانون کو اپنے معیار کے خلاف دیکھے تو توڑ دے۔ ہاں وہ مقررہ ذرائع سے اس قانون کو بدلوا سکتا ہے۔ اور یہی اس آیت کا مفہوم ہے کہ جو شخص بھی قومی ترقی پر فردی ضرورت کو غالب کرے گا (قانون سے باہر نکلے گا) تو اس قسم کے گناہوں کا راستہ کھول دے گا۔

۳۔ جو شخص حق و انصاف کے غلبہ پر یقین نہیں رکھتا وہ ضرور بدی میں مبتلا ہو گا: یہاں محض غلبہ مراد نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ تو دنیا میں کبھی ہوا ہی نہیں کہ کوئی غالب اور کوئی مغلوب نہ ہو پس یہاں حق و انصاف کا غلبہ مراد ہے۔ اور **أَرَءَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّينِ** کے معنی یہ ہوئے کہ بتا تو سہی کون لوگ ہیں جو یہ یقین نہیں رکھتے کہ آخر نیک اعمال کی فتح ہوتی ہے۔ ایسے لوگ ضرور بدی میں مبتلا ہوں گے۔

یہاں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ یقین کہ آخری فتح نیکی کی ہوتی ہے کبھی قیامت پر یقین کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ قیامت پر یقین رکھنے والا اعمال کے انجام کو کلی طور پر اسی دنیا میں دیکھنے کا منتظر نہیں ہوتا اور وہ سمجھتا ہے کہ نیکی پر کاربند رہتے

ہوئے مجھے یا میری قوم کو اگر نقصان ہوا تو اگلے جہان میں پورا کر دیا جائیگا اور ایسا شخص نیکی کے قیام کے لئے بُرے ذرائع استعمال کرنے کی جرأت نہیں کرسکتا اور نہ اس کی ضرورت محسوس کرتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ نیکی کے اعلیٰ معیار پر کبھی خُدا پرست کے سوا کوئی اور شخص قائم نہیں ہوا۔

یورپ کے فلاسفر ہکسلے، سپنسر، ہیگل، کینٹ وغیرہ اخلاق فاضلہ پر بڑا زور دیں گے۔ مگر ان کے ذاتی کردار کو دیکھا جائے تو وہ نبیوں کے غلاموں کے برابر بھی نہیں ہیں۔ وجہ صرف یہ ہے کہ باتیں بگھارتے ہیں گلیلیو کا صداقت سے انکار اس کی ایک مثال ہے۔ پھر یہ کہ کوئی یورپی ملک ایسا نہیں جس کی سیاست نیکی کو نیکی کی خاطر کرنے کے اصول پر قائم ہو۔ بلکہ وہ اپنی قوم کا غلبہ چاہتے ہیں خواہ وہ ناجائز ذرائع سے ہی ہو۔ "End justifies the means" انگریزی کی مشہور ضرب المثل ہے۔ یعنی اگر مقصد نیک ہے تو ذرائع خواہ کتنے ہی بُرے ہوں وہ جائز اور درست سمجھے جائیں گے۔

لیکن یاد کیجئے اس اُمّی، وادی غیر ذی زرع اور ایک غیر متمدن ملک میں پرورش پانے والے کا جواب جو اس نے قریش کے ہر قسم کے لالچ کے جواب میں دیا یعنی ہر پیشکش کو ٹھکرا دیا اور صداقت کو ہر شے پر فوقیت دی۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۴۔ جو شخص اس دنیا میں حکومت الٰہیہ کا منکر ہے اس کو سچا تقویٰ نہیں مل سکتا: دین کے چوتھے معنی السلطانُ و الملکُ و الحکمُ کے ہیں۔ سلطان میں رسمی حکومت کی تردید ہے۔ اور ایسی حکومت مراد ہے جو اقتدار اور طاقت رکھتی ہے۔ الملک نے یہ وضاحت کر دی کہ اس کا غلبہ وسیع ہے۔ اور حکم نے یہ بتایا کہ اس کے احکام بلاوجہ نہیں بلکہ معقولیت پر مبنی ہوتے ہیں۔ گویا ایک اعلیٰ درجہ کی حکومت کی تعریف کر دی گئی اور بتایا کہ کون ہے جو ایسی حکومت کا انکار کرتا ہے۔ اگر انکار کرتا ہے تو پھر فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ اس شخص کے اخلاق بہت ہی خراب ہوں گے اور وہ بڑا ہی بے دین ہوگا۔ کیونکہ وہ یتیم کو دھتکارتا ہے۔

منہ سے تو خدا کو عامل اور فعال تسلیم کرنے والے بہت ہیں مگر خُدا تعالیٰ کی حکومت کے قیام کا مطلب یہ ہے کہ خُدا کو دنیا میں کامل تصرف کرنے والا سمجھا جائے۔ جو شخص اس حکومت الٰہیہ کا انکار کرتا ہے اس کو سچا تقویٰ کبھی نہیں مل سکتا۔ کیونکہ جس کو پتہ ہو کہ خدا دنیا کے تمام معاملات میں دخل دے رہا ہے اور وہ ہر کام کا نتیجہ پیدا کرنے والا ہے صرف ایسا ہی شخص تقویٰ میں بڑھتا اور بدیوں سے بچتا چلا جائے گا۔

۵۔ مذہب کو تسلیم نہ کرنے والا شخص خرابیوں میں مبتلا ہو جائے گا: دین کے ایک معنی مذہب کے ہیں۔ مذہب خواہ کوئی بھی ہو بدیوں سے روکتا ہے اور اخلاق فاضلہ کی تعلیم دیتا ہے۔ تورات، انجیل اور وید پڑھ کر دیکھ لیں اگرچہ اس میں لغویات بھی شامل کر دی گئی ہیں لیکن پھر بھی ان کو پڑھنے سے دل روحانیت سے بھر جاتا ہے۔ پس ہر مذہب اعلیٰ اخلاقی تعلیمات پیش کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم اہل کتاب کی لڑکیاں لینا اور ان کا ذبیحہ کھانا جائز قرار دیتا ہے کیونکہ ایک عورت خواہ کسی مذہب پر کس قدر ہی ناقص ایمان رکھتی ہو وہ اپنی تعلیم پر کچھ نہ کچھ عمل کرتی ہوگی اور بعض حدود کے اندر رہے

گی لیکن ایک لا مذہب کے بارہ میں ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ وہ کیا کرے گی۔

پس خُدا تعالیٰ اس آیت میں بتاتا ہے کہ جو شخص مذہب کو تسلیم نہیں کرتا وہ قسم قسم کی خرابیوں میں مبتلا ہو جائے گا۔ مذہبی آدمی اگر گناہ بھی کرے گا اُسے گناہ کا احساس ضرور ہوگا اور اپنی غلطی تسلیم کرے گا لیکن لا مذہب آدمی بدی کو بھی جائز سمجھے گا اور یہ خطرناک مقام ہوتا ہے۔

۶۔ عبادت خواہ کسی مذہب کی ہو بدیوں سے روکتی ہے:

دین کے چھٹے معنی عبادت کے لیئے جائیں تو آیت کا مطلب یہ ہوگا مجھے بتاؤ تو سہی اُس شخص کا حال جو عبادت الٰہیہ کا انکار کرتا ہے۔ عبادت چاہے ہندو کی ہو، عیسائی کی ہو، یہودی کی ہو، درحقیقت بدیوں سے روکتی ہے۔ عبادت کے معنی خُدا تعالیٰ کا عکس اور اُس کی تصویر کو اپنے اندر پیدا کرنے کے ہوتے ہیں اور نیکی کی یہی حقیقی واحد تعریف ہے۔ پس ہمارا خُدا ایسا ہے کہ جب بھی جو کوئی بھی اس سے رحم کی استدعا کرتا ہے تو وہ اُس پر رحم کرتا ہے جیسا کہ اُس نے یونس کی قوم پر رحم کیا۔ پس جو شخص عبادت کرتا ہے۔ یعنی خُدا تعالیٰ کی ذات کو اپنے لئے نمونہ بناتا ہے تو اُس کا عمل سب لوگوں سے اچھا ہوگا۔ لیکن جو عبادت کا منکر ہے اُس میں بہت سے عیوب پیدا ہو جائیں گے۔

۷۔ جو قومی خدمت کے جذبے کا منکر ہے وُہ تباہ ہوگا: دین کے ایک معنی **ملت** کے بھی ہیں۔ اور دین کے معنی خدمت کرنے کے بھی ہیں۔ **ملت** کے لفظ میں دین کے علاوہ قومی شیرازہ بندی بھی شامل ہے۔ پس جب ہم **ملت** کے معنی کریں گے تو یہاں شریعت کی طرف اشارہ نہیں ہوگا بلکہ قومی جتھ بندی کی طرف اشارہ ہوگا۔ پس آیت کے معنی یہ ہونگے کہ جو شخص قومی تعصب (یہ لفظ عربی میں اچھے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے) اور قومی جتھ بندی کا منکر ہے وہ ہمیشہ خرابی کی طرف جائے گا۔ چونکہ آگے تمام قومی خدمت کے کاموں کا ذکر ہے اس لئے یہی معنی ہوں گے کہ وہ شخص جس میں قومی جذبہ خدمت نہیں پایا جاتا وہ خرابی کی طرف جائے گا۔

ملت کے اقرار سے اس آیت میں دراصل اس طرف توجہ دلائی گئی ہے انسان کی فطرت صحیحہ اُسے قومی خدمت کی طرف راغب کرتی ہے اور جو شخص قومی خدمت کی ضرورت کو محسوس کرے گا وہ لازماً انفرادی ضرورتوں کو مقدم کرنے والے شخص کی نسبت بہت زیادہ اچھے کام کرے گا۔ چنانچہ تاریخ یہی بتاتی ہے کہ اگر قومی خدمت کا ایک مشترک قومی دماغ پیدا ہو جائے تب قوم کی ترقی ہے ورنہ تنزل کی طرف جاتی ہے۔

اس آیت میں یہ بھی اشارہ ہے کہ مکہ والوں میں صحیح قومی خدمت کا جذبہ نہیں ہے خود اُن میں سے غدار پیدا ہوتے رہیں گے۔ لیکن مسلمانوں میں قومی خدمت کا جذبہ ہے۔ اُن کا قومی دماغ ہے اس لئے وہ لازماً فتح یاب ہوں گے۔

۸۔ جو شخص ورع کا منکر ہے اُس کے اخلاق خراب ہو جائیں گے: دین کے آٹھویں معنی ورع کے ہیں۔ جس کے معنی ناپسندیدہ اور بُری چیزوں سے احتراز کرنے اور اُن سے محفوظ رہنے کی خواہش کرنے کے ہیں۔

نفسِ انسانی کی تین حالتوں کا ذکر قرآن کریم کرتا ہے۔ ایک نفسِ امارہ جبکہ انسان بدیوں کا ایسا عادی ہو جاتا ہے کہ وہ گناہوں کو پسند کرنے لگتا ہے۔ ایک حالت نفسِ مطمئنہ کی ہے جس میں انسان سمجھ لیتا ہے کہ اس کا وجود خدا تعالیٰ کی خاص منشاء اور مخصوص اغراض کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور جو سامان خدا تعالیٰ نے میرے لئے پیدا کئے ہیں وہ مناسب حال ہیں گویا وہ خدا تعالیٰ سے راضی ہو جاتا ہے۔ اور اُسی کی طرف چلا جاتا ہے۔ شیطان کی طرف کبھی نہیں جھکتا ہے۔

تیسر **نفس لوامہ** ہے جو کہ بدی سرزد ہونے پر افسوس اور ملامت کرتا ہے۔ یہ ورع کی ادنیٰ حالت ہے۔ اسی نفس کو ضمیر کہا جاتا ہے۔ فلسفیوں نے ضمیر کا انکار کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ضمیر درحقیقت رسم ورواج اور انسانی عادات کا ایک ردعمل ہوتا ہے۔ مثلاً مسلمان چونکہ سور نہیں کھاتے اس لئے اُن کو گوشت بُرا لگتا ہے۔ ہندو گائے نہیں کھاتے اُن کو گائے کے گوشت کا نام سُننے سے قے آجائے گی لیکن مسلمان کھاتا ہے تو اُسے ذرا بھی بُرا محسوس نہیں ہوتا۔ اسی طرح عیسائی، مسلمانوں اور یہودیوں کے برعکس سور کھاتے ہیں اُن کو بُرا نہیں لگتا ہے۔

لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ اس قسم کے احکامات مذہبی ہیں طبعی نہیں ہیں۔ مذہبی اور طبعی احکام میں فرق ہوتا ہے۔ یہ تو ہم خود مانتے ہیں کہ چونکہ گائے اسلام میں حلال ہے اس لئے اُس کا استعمال مسلمانوں کو بُرا نہیں لگتا لیکن چونکہ ہندوؤں میں ناجائز ہے اس لیئے اُس کے کھانے کا ذکر بھی ہندوؤں کو بُرا لگتا ہے۔ پس شرعی احکام کو بُرا یا اچھا ماننا فطرت پر دلالت نہیں کرتا یہ تو شریعت کی تفصیلات ہیں جن کو انسان اچھا یا بُرا سمجھنے پر مجبور ہوتا ہے۔ جس چیز کو ہم نفس لوامہ کہتے ہیں وہ (فطرت کی) اخلاقی پابندیاں ہیں جن کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مثلاً فریب یا ریا کاری، احسان فراموشی، غداری یہ اخلاق کسی قوم سے مخصوص نہیں ہیں۔ ہر قوم میں ان کا وجود ہے۔ اور جب ہم نفس لوامہ کا ذکر کرتے ہیں تو مراد ایسا نفس ہے جو شریعت کے بغیر بھی ان کو نیکی کی طرف مائل کرتا ہے۔ اس سے مراد شرعی احکام نہیں بلکہ یہی طبعی نیکیاں ہیں جو تمام مذاہب میں تسلیم شدہ ہیں۔ شریعت کے احکام میں تو اختلاف ہوسکتا ہے لیکن طبعی اصولوں میں اختلاف نہیں ہوسکتا۔

فلسفی یہاں بھی کہتے ہیں کہ امانت، جھوٹ، سچ، احسان یہ سب باتیں بھی رسماً اور عادتاً ہوتی ہیں۔ اگر جھوٹ بلوایا جائے تو انسان جھوٹ بولنے لگتا ہے اور سچ سے نفرت کرنے لگتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ تو ہمارا جواب یہ ہے کہ ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ نفسِ لوامہ مر جاتا ہے۔ اگر بار بار خیانت کی جائے گی تو یقیناً خیانت کا احساس دل سے مٹ جائے گا۔ سوال یہ ہے کہ جو باتیں مختلف مذاہب اور مختلف ممالک میں تمام بنی نوع انسان میں یکساں طور پر پائی جاتی ہیں وہ عادت یا رسم ورواج کے ساتھ تعلق رکھنے والی کس طرح قرار دی جاسکتی ہیں۔

میں نے اقوام اور لوگوں کے حالات کا مطالعہ کر کے یہی نتیجہ نکالا ہے کہ کچھ اخلاق کے اصول ایسے ہیں کہ ہزاروں لاکھوں دیگر اختلافات کے باوجود ان اصولوں میں کوئی اختلاف پایا نہیں جاتا۔ حقیقت یہ ہے کہ مختلف اقوام میں گناہوں سے بچنے کا احساس درحقیقت نتیجہ ہے نفسِ لوامہ یا ضمیر کا۔ پس نفسِ لوامہ کی اسی طاقت کا ذکر کرتے ہوئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو شخص ورع کا منکر ہے اور کہتا ہے کہ بدیوں سے بچنا ایک طبعی تقاضا نہیں ہے اُس کے اخلاق خراب ہو جائیں گے۔ اس کے

بالمقابل جو ورع کا قائل ہے وہ نیکیوں میں ترقی کرتا چلا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ اسی نفسِ لوامہ کو اپنی ہستی کے ثبوت میں پیش کرتا ہے۔اس میں کیا شبہ ہے کہ نفس لوامہ کی پیدائش ایک خدائی تدبیر ہے۔چونکہ انسان مختلف ابتلاؤں میں پڑنے والا تھا اس لئے خدا نے چاہا کہ اس کی فطرت میں ہی نیکی کی حمایت اور بُرائی کے خلاف آواز رکھ دی۔

۹۔جو شخص عادت کی قوت کا قائل نہیں وہ بدیوں میں مبتلا ہو جائے گا: الدین کے ایک معنی عادت کے ہیں۔عادت انسان کو بدیوں سے بچانے میں بڑی مدد ہوتی ہے۔سیاق وسباق کو مدنظر رکھتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں عادت سے مراد نیکی کی عادت ہے۔جو شخص عادت کی قوت کو نہیں مانتا وہ بدیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

یہ فلسفہ صرف قرآن نے پیش کیا ہے کہ فطرتی قوتیں اور جذبے بے کار نہیں بلکہ ان میں سے ہر ایک فائدہ مند ہے۔مضرت اور نقصان اس کے غلط استعمال سے پیدا ہوتا ہے۔انھی میں سے ایک عادت ہے جس کا ترقی کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔عادت ایسی چیز ہے جو ہر اگلے عمل کو انسان کے لئے آسان کر دیتی ہے۔دُنیا میں جس قدر پیشے اور فنون نظر آتے ہیں ان میں مہارت محض عادت سے پیدا ہوتی ہے۔عادت کو نکال دو تو کوئی مہارت پیدا نہیں ہو سکتی۔بعض چیزیں انسان کی طبیعت کے مطابق ہوتی ہیں ان کا کرنا بڑا آسان ہوتا ہے۔بعض مزاج کے خلاف ہوتی ہیں اور ان کا کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ایسی کمزوریوں کا علاج بھی صرف اور صرف عادت ہی ہے۔ماں باپ،ماحول،تعلیم کے اثرات سے بھی کئی قسم کی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں ان کا علاج عادت کی خوبی سے ہوتا ہے۔شراب کڑوی ہوتی ہے لیکن پندرہ بیس دن شراب پینے سے اس کی کڑواہٹ ذرا بھی محسوس نہیں ہوتی بلکہ اس میں لذت آنے لگتی ہے۔

۱۰۔جو شخص عبد بننے کا قائل نہ ہوگا وہ مایوس ہو کر بدیوں میں پڑ جائے گا: دین کے دسویں معنی قضا کے ہیں۔سیاق وسباق سے اس جگہ قضاء الٰہی مراد ہے۔اور قضائے الٰہی سے یہ مراد نہیں کہ ہر انسان مجبور پیدا کیا گیا ہے۔وہ اپنی حالت نہیں بدل سکتا یہاں وہ قضاء الٰہی ہے جو خدا تعالیٰ قرآن کریم بیان کرتا ہے۔یعنی وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ یعنی میں نے جن انس کو ایک خاص مقصد کے لئے پیدا کیا ہے اور وہ مقصد یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے بندے بن جائیں۔عبد بننے کا مطلب خدا کی صفات کا مظہر بننا ہے۔انسان اسی مقصد کے لئے پیدا ہوا ہے۔اور یہی قضائے الٰہی ہے۔جو شخص اس قضاء کا انکار کر دے وہ بھی نیک بن سکتا ہے لیکن جو شخص یہ سمجھ لے کہ وہ پیدا ہی مخلص اور مومن بندہ بننے کے لئے کیا گیا ہے وہ یقیناً بدیوں پر غالب آ سکتا ہے گناہ دراصل مایوسی سے ہی بڑھتا ہے۔مایوس ہو کر وہ گناہ کے سمندر میں گر پڑتا ہے کہ انجام تو خراب ہی ہے کیوں نہ اس دنیا کی لذات سے فائدہ اُٹھالیں لیکن جس شخص کو قضائے الٰہی پر یقین ہوگا وہ ضرور جنت کو حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔

۱۱۔جو شخص تدبیر نہیں کرے گا وہ بدیوں کا مرتکب ہوگا: گیارھویں معنی الدین کے تدبیر کے ہیں۔تدبیر کا منکر

بھی گناہوں کا مرتکب ہو جاتا کیونکہ جو تدبیر کا ہی قائل نہیں وہ بدیوں سے بچنے کی کوشش ہی نہیں کرے گا۔ جو شخص نجات کی کوشش کرتا ہوا مر جائے۔ خواہ وہ گناہوں پر غالب آنے میں کامیاب نہ ہوا ہو تب بھی وہ جنتی ہے بشرطیکہ جذبہ صادق اور جدوجہد صحیح اور معیاری ہو۔

۱۲۔ جو خدا کی سکیم کا منکر ہوگا وہ بدیوں کا مرتکب ہوگا: بارھویں معنی دین کے شان کے ہیں۔ شان کے معنی بڑا کام، بڑی مہم کے ہوتے ہیں۔ ہر وہ کام جس میں کامیابی ہو اُس کو شان کہتے ہیں۔ شان کا لفظ حالت پر بھی بولا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں آیا ہے۔

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ یعنی ہر زمانہ میں خدا ایک خاص ارادہ کرتا ہے۔ یوم سے مراد انبیاء کا زمانہ ہے۔ سورۃ الرحمٰن کی اس آیت سے پہلے حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا ذکر ہے۔ پس ہر نبی کے زمانہ میں خُدا تعالیٰ ایک خاص تقدیر یا سکیم جاری کرتا ہے۔ پس **أَرَءَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّينِ** کے معنی یہ ہوں گے کہ بتا تو سہی اُس شخص کا حال جو خُدا کی اُس سکیم کا انکار کرتا ہے جو ہر زمانہ میں خُدا جاری کرتا ہے اور اس زمانہ میں جو محمدی سکیم ہے جو اس کا منکر ہے تو دیکھے گا کہ ہر قسم کی بُرائی اُس میں پائی جائے گی۔

فَذَٰلِكَ الَّذِي يَدُعُّ الْيَتِيمَ

دَعَّ یَدُعُّ کے معنی ہیں اُس کو سختی سے ہٹایا۔ دَعَّ الْیَتِیْمَ یعنی یتیم کو دھتکارا اور اُس سے بُرا سلوک کیا۔

پہلی آیت میں **أَرَءَيْتَ** کے الفاظ میں صرف حضور مخاطب نہیں بلکہ سب مسلمان مخاطب ہیں ضمیر واحد لانے کی وجہ یہ ہے کہ ہر مسلمان کو فرداً فرداً مخاطب کیا جائے تاکہ مضمون پر خاص زور پڑ دیا جائے۔ جس سے انکار کا انجام یہ ہے کہ وہ قسم قسم کے گناہوں میں مبتلا ہو جائے گا۔ (اس لحاظ سے یہ پیش گوئی پر مشتمل آیت ہے) بطور مثال ایک اہم بُرائی یتیم سے بدسلوکی کرنا بیان کیا ہے۔ یتیم کو دھتکارنا اور اُس سے بدسلوکی کرنا قرآنِ کریم کے نزدیک بدترین اعمال میں سے ہے۔ اسی لئے اس کا بار بار ذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً أَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ۔

کیا یہ تعلیم حضورؐ کے یتیم ہونے کا ردِّ عمل تو نہیں ہے؟ بعض مسلمان کہتے ہیں کہ قرآن کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت کی آواز ہے۔ یعنی آپ کی فطرت نیک تھی۔ یہی آواز جو آپ کی نیک فطرت کی طرف سے اُٹھائی گئی تھی وہی اللہ تعالیٰ کی آواز تھی۔ غیر مسلم کہتے ہیں کہ دنیا کے مظالم اور خرابیاں دیکھ کر آپ نے ردِّ عمل کے طور پر جو باتیں کہیں وہی قرآن کریم ہے اور نعوذ باللہ کمی علم کی وجہ سے اس کو آپ خُدا تعالیٰ کا کلام کہتے تھے۔ مثلاً آپ خود یتیم تھے۔ حساس تھے۔ اپنے جیسے اور یتیم بچوں کو ظلم کا شکار دیکھا تو طبعی طور پر آپ میں یتیموں کی مدد کا جوش پیدا ہو گیا اور ظلم کرنے والوں سے بدلہ لینے کا ردِّ عمل پیدا ہو گیا اور اسی کو آپ نے نعوذ باللہ الہام سمجھ لیا۔ یہ بات غلط ہے۔

حضورؐ بے شک یتیم تھے لیکن آپ کا زمانہ یُتم ایسا نہ تھا کہ اُس کے خلاف کوئی ردِّ عمل پیدا ہوتا۔ آپ کے لئے

خُدا تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کردیئے تھے جن کی وجہ سے آپ نے یتیمی محسوس نہیں کیا۔ والد کی وفات پر دادا نے آپ کو بیٹا بنالیا اور آپ اپنی والدہ کے انتظام میں ہی رہے۔ عام بچوں کی طرح آپ بھی دیہات میں بھیجے گئے۔ آپ کے جاتے ہی حلیمہ سعدیہ کے گھر میں برکت آگئی اور وہ سب گھر والے آپ کے گرویدہ ہوگئے۔ حضرت عبدالمطلب کا اتنا رعب ہوتا تھا کہ کوئی آنکھ نہ اُٹھا سکتا تھا مگر حضور بے تکلف آپ سے کھیلتے تھے۔ بچپن کی وجہ سے بعض دفعہ کھیلتے ہوئے آپ کے کندھوں پر چڑھ جاتے تھے۔ عبدالمطلب نے وفات کے وقت ابو طالب کو حضور کی پرورش کی وصیت کی اور دوسرے بچوں سے زیادہ خیال رکھنے کا کہا۔ ابو طالب نے اس عہد کو خوب نبھایا۔ آپ اپنے بچوں کو اپنے بچے نہیں کہتے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا بچہ کہا کرتے تھے۔ اور آپ سے بہت پیار کرتے تھے۔ چچی کو اگرچہ آپ سے اتنی محبت نہ تھی لیکن تاریخ سے یہ ثابت نہیں کہ انھوں نے آپ پہ کوئی سختی کی ہو۔ بلکہ کوئی چیز بچوں میں تقسیم کرنی ہوتی تو پہلے آپ کو ہی دیتی تھیں۔

غرضیکہ یتیم کا احساس پیدا ہونے کا کوئی موقعہ ہی نہیں آیا۔ پس یہ تعلیم یتم کے احساس کی وجہ سے نہیں آئی کہ اسے انتقامی کیا جائے یا نفسیاتی۔ لیکن اگر بفرضِ محال اسے نفسیاتی مان بھی لیا جائے تو یہ اصلاحی تھی انتقامی نہیں تھی۔ اُس صورت میں یہ کہا جائے گا کہ آپ نے خیال کیا کہ میرے رشتہ دار اتنے اچھے تھے کہ اُنھوں نے مجھ میں یتیم ہونے کا احساس پیدا نہیں ہونے دیا اب میرا فرض ہے کہ میں اس دکھ کو دور کروں۔ لیکن تمام دیگر عقلی و نقلی دلائل اس امر پر شاہد ہیں کہ یہ تعلیم آسمانی ہے انسانی نہیں ہے۔

دین کے انکار کا یہ ایک طبعی نتیجہ بطور مثال کے بیان کیا گیا ہے: دین کے ان بارہ معنوں کو مدنظر رکھا جائے تو ان میں سے ہر ایک کے انکار کا نتیجہ بدی اور گناہ ہے اور بدیوں میں سے ایک اہم بدی یتیم کو دھتکارنے کی ہے۔ یہ فعل محض گناہ ہی نہیں بلکہ اس کا مرتکب انسانیت سے بہت ہی نیچے گرا ہوا ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ قومی گناہ ہے جس سے قومی شیرازہ بکھرتا ہے۔

کسی قوم کی قربانی کا معیار اس وقت تک نہیں بڑھ سکتا جب تک اُس میں یتامیٰ کی خبر گیری کا انتظام نہ ہو۔ انسان اپنی جان کی قربانی کے لئے تیار ہو جاتا ہے مگر جب وہ دیکھتا ہے کہ میری اولاد پیچھے ضائع ہو جائے گی تو وہ قربانی سے رُک جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جان کی قربانی کے موقع پر اکثر غیر شادی شدہ بے اولاد ہی سامنے آتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مشرکین مکہ اپنے یتیموں کی دیکھ بھال نہ کرتے تھے لیکن مدینہ والے اپنے یتامیٰ کو سر پر اُٹھا لیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ایثار اور قربانی سے نہیں ڈرتے تھے۔ بے شک جان کی قربانی کے پیچھے جذبہ ایمان اور وصال الٰہی کی خواہش بھی تھی لیکن دنیوی سامان مل جائیں تو قربانی زیادہ شاندار ہو جاتی ہے۔

وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ

یعنی مسکینوں کو کھانے کھلانے کی دوسروں کو تلقین نہیں کرتا۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ کھانا کھلا تو دیتا ہے مگر خلوص نیت سے نہیں کیونکہ اگر وہ سچے دل سے کھانا کھلاتا تو دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دلاتا۔ گویا وہ خود جو کھانا کھلا دیتا ہے وہ شرم

اور لحاظ کے مارے کرتا ہے۔ ورنہ اس کام کی تڑپ اس کے دل میں نہیں ہے۔ غرباء کی خدمت کا شوق اس کو نہیں ہے۔

یتیم کے لئے دھتکارنے کے الفاظ ہیں۔ اس لئے کہ یتیم تو بچہ ہوتا ہے اگر اس کو دھکار دیا جائے تو کوئی احتجاج نہیں کرسکتا صرف یہی کرے گا کہ رو کر دوسری جگہ جا کر بیٹھ جاتا ہے۔ لیکن مسکین کو دھتکارا جائے تو وہ شور مچا دیتا ہے۔ پس مسکین چونکہ بڑی عمر کا آدمی ہوتا ہے اس لئے لوگ عموماً مساکین کو یتیموں کے مقابلہ میں کم دھتکارتے ہیں۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ

ویلٌ کے لفظ سے پہلے فاء بتاتی ہے کہ بیان کردہ حالات بھی نمازی کے ہی ہیں۔ ورنہ تکذیب کوئی کرے، دھتکارے کوئی اور ہلاکت نمازی پر ہو یہ خلاف عقل بے جوڑ بات ہے۔

جیسا کہ پہلے بتا چکا ہوں کہ آخری سورتیں باری باری پہلے اور آخری زمانہ پر دلالت کرتی ہیں۔ یہ سورۃ اب آخری زمانہ کے متعلق ہے۔ یہ آخری زمانہ کے لوگ ہی ہیں جو منہ سے تو دین کا اقرار کرتے ہیں مگر یتامیٰ کو دھتکارتے ہیں۔ مسکینوں کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ پس ایسے لوگ لعنتی ہیں۔ گویا فاء نے بتایا کہ پہلا ذکر مسلمانوں کا ہی تھا ورنہ ابوجہل تو نمازیں نہیں پڑھتا تھا۔

الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ

سہا فی الصلوۃ کے معنی ہوتے ہیں کہ نماز کا کچھ حصہ غلطی سے چھوڑ دیا۔ اور سہا عنہ کے معنی ہیں کہ جان بوجھ کر نماز کو ترک کرے یا اس میں نقص پیدا ہو جائے۔ پس عن کا صلہ لا کر بتایا کہ وہ جان بوجھ کر نمازوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ گویا انھیں نمازوں سے کوئی محبت نہیں ہے۔ بلکہ محض رسم و رواج کی خاطر پڑھتے ہیں۔

الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ

یعنی آج کل کے مسلمانوں میں ایک تو وہ ہیں جو بالکل ہی بے دین ہو گئے ہیں۔ لیکن بعض ہیں جو صرف قوم کے سامنے نیک بننے کے لئے نمازیں پڑھتے ہیں۔

وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ

الماعون کے معنی المعروف کے ہیں یعنی نیکی اور احسان۔ یا ہر وہ چیز جس سے فائدہ اُٹھایا جائے یا گھر کی چھوٹی چھوٹی چیزیں جو عام استعمال کی ہوتی ہیں اور وقتاً فوقتاً ہمسایوں سے مستعار لے لی جاتی ہیں۔ حضرت ابوعبیدہؓ کہتے ہیں کہ اسلام سے پہلے ماعون ہر نفع رساں چیز کو کہتے تھے۔ لیکن اسلام میں اس کے معنی اطاعت اور فرماں برداری کے ہیں۔

پس اس آیت میں یہ بتایا کہ ایک زمانہ میں مسلمانوں میں ذلت کی اتنی انتہا ہو جائے گی کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ احسان بھی قومی فائدہ کے لئے نہیں کرسکیں گے۔ چنانچہ ایسی ذلیل حرکتیں آج ہم روزانہ دیکھتے ہیں۔

حضرت ابوعبیدہؓ کی تفسیر کے مطابق یہ معنے بھی ہوں گے کہ مسلمانوں میں سے اطاعت کا مادہ اُٹھ جائے گا۔ چنانچہ صاف نظر آ رہا ہے کہ ہر شخص خودسر ہے اور قومی نظریہ بالکل مٹ چکا ہے۔ خدا کرے کہ یہ ساری نیکیاں از سر نو اُمت محمدیہ میں پیدا ہوں۔

جلسہ سالانہ اور اُس کی برکات

راقم: مکرم عبدالقدیر قمر صاحب

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بہت سے وعدے کیئے تھے جو سب سچے ثابت ہوئے۔ ان میں ایک یہ بھی تھا کہ وہ آپ کی جماعت کو ملکوں میں پھیلا دے گا اور ہر قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی۔

جلسہ سالانہ اس پیش گوئی کا ایک منہ بولتا ثبوت ہے۔ دُنیا بھر میں احمدی عشاق اس جلسہ میں شریک ہوتے ہیں اور برکتیں سمیٹ کر گھروں کو جاتے ہیں۔ ذیل کی سطور میں جلسہ سالانہ کی برکات کا ذکر چند واقعات میں کیا جائے گا۔ حضرت مسیح موعودؑ جلسہ کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔ اور نیز ان دوستوں کے لیے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی ...... اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے۔ اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودّد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا۔ اور جو بھائی اس عرصہ اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسے میں اس کے لیے دعائے مغفرت کی جائے گی، اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لیے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اُٹھا دینے کے لیے بدرگاہِ عزت جل شانہ کوشش کی جائے گی۔ اور اس روحانی جلسے میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے''۔ (آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن جلد نمبر ۴ صفحہ ۳۵۲)

مسائل حل ہوتے ہیں:

اس روحانی جلسہ کے ذریعہ بہت روحانی فوائد اور منافع حاصل ہوتے ہیں۔ مکرم مولوی محمد الیاس صاحب تحریر فرماتے ہیں:

''مجھے چند اہم امور درپیش تھے۔ بہت دعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تیری دعا قبول ہوگی۔ مگر تین شرطوں کے ساتھ پہلی یہ کہ تم بیس ہزار احمدیوں کو بلاؤ۔ اور تین دن ان کی دعوت کرو۔ رہائش کا انتظام کرو۔ (۲) رفقاء کرام کو بلاؤ، وہ بھی آئیں (۳) خلیفہ وقت کو بھی بلاؤ اور ان سب سے عرض کرو کہ تمہارے لیے رو رو کر دعا کریں۔ میں نے اپنے خدا سے عرض کی کہ میری حقیر حیثیت کو تو خوب جانتا ہے میں تو تین دن بھی کھانا نہیں دے سکتا ہوں۔ اور نہ رہائش کا انتظام کر سکتا ہوں۔ پھر میری حیثیت کیا ہے کہ میں بیس ہزار احمدیوں کو بلاؤں۔ جواب میں لوگ کہیں گے کہ ہمیں فرصت نہیں۔ پھر رفقاء کرام اور خلیفہ وقت کی خدمت میں کیسے عرض کروں کہ میرے یہ اہم کام ہیں؟ آپ ان امور کی انجام دہی کے لیے رو رو کر خدا

سے میرے لیے دعا کریں۔ ممکن ہے جن امور کو میں اہم سمجھتا ہوں وہ ان کو کوئی اہمیت نہ دیتے ہوں۔ میں اللہ کے حضور بہت رویا کہ اے اللہ یہ شرائط بیعت سخت ہیں اور تو خود کہتا ہے۔

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا

یہ شرائط میری وسعت سے باہر ہیں۔ مجھ پر رحم فرما۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ محمد الیاس یہ سب انتظام میں نے تمہارے لیے کر دیا ہے۔ تم قادیان جلسہ سالانہ پر جاؤ وہاں بیس ہزار احمدی بھی آئیں گے۔ رُفقائے کرام بھی آئیں گے خلیفہ وقت بھی موجود ہوگا ان کی خوراک اور رہائش کا انتظام بھی میں کروں گا۔ جلسہ سالانہ کی افتتاحی اور اختتامی دعائیں جب جلسہ سالانہ کے تمام احباب مع خلیفۂ وقت روئیں گے۔ تم بھی رونا اور اپنا مدعا پیش کرنا میں قبول کروں گا۔

آپ نے فرمایا۔ میں احباب جماعت سے پوچھتا ہوں کیا یہ سودا..... مہنگا ہے؟ کیا تم لوگوں کو ضروریات نہیں ہیں اور تم ہر چیز سے بے نیاز ہو؟ اٹھو اور جلسہ سالانہ پر جانے کی تیاری کرو کہ یہ وقت پھر ایک سال بعد ہاتھ آئے گا۔ کس کو پتہ اس وقت کون زندہ ہوگا؟ ایسے سنہری موقع کو اپنے ہاتھ سے گنوانا کہاں کی عقلمندی ہے؟ (حیات الیاس صفحہ 85 تا 87)

ہزار قسم کے فضل:

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ’’جلسہ کے دنوں میں اللہ تعالیٰ کے بڑے ہی انوار نازل ہوتے رہے۔ بڑی ہی برکات کا نزول ہوا ہے۔ اپنے تو محسوس کرتے ہی ہیں۔ اور اس پر شکر بھی بجالاتے ہیں لیکن دوسروں کے لیے ایسی چیزوں کا پہچاننا اور ان کو انوار الٰہی اور برکات سماوی یقین کرنا مشکل ہوتا ہے سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ ان کے لیے بھی اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی یہ دیکھ کر کہ ہمارے چند غیر مبائع دوست بھی یہاں تشریف لائے تھے۔ اور ان میں سے چند ایک نے تو یہیں بیعت کر لی۔ اور ایک کے منہ سے تو نکلا کہ ہم تو کچھ اور ہی سمجھتے تھے۔ لیکن یہاں آکر کچھ اور دیکھا...... انہوں نے یہ مشاہدہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کے ہزار قسم کے فضل اور اس کی رحمتیں اس جماعت پر نازل ہو رہی ہیں۔ اور خصوصاً جلسہ کے ایام میں تو اللہ تعالیٰ دلوں پر تصرف کر کے ایک خاص کیفیت روحانی پیدا کر دیتا ہے۔ اس سے وہ متاثر ہوئے اور یہیں انھوں نے بیعت کر لی۔‘‘ (خطبات ناصر جلد نمبر 1 صفحہ 581)

ظلمت کافور ہوگئی:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’جلسہ سالانہ کے موقع پر ہی ایک دفعہ ایسا وقت آیا کہ بارش ہو رہی تھی اور خطرہ تھا کہ جب مہمانوں کو ہم روٹی مہیا نہیں کر سکیں گے ادھر نان بائی تنور چھوڑ کر بھاگنے لگے۔ اس زمانے میں تو چھتیں بھی مہیا نہیں ہوا کرتی تھیں۔ بہت بڑا حال ہوتا تھا۔ تنور کچے اور پھر دیگر وسائل کی بہت کمی ہوتی تھی۔ پیڑے والیاں تو پہلے ہی بھاگ گئیں تھیں۔ اس وقت ہمارے جتنے اطفال بھی روٹی جمع کرنے پر مقرر تھے اور دوسرے کارکنان، ان سب کو میں نے اکٹھا کیا۔ علاوہ ازیں باہر بھی جتنے کارکن مل

سکتے تھے وہ بلائے۔ اس کے بعد ہم نے یوں کیا کہ پراتیں اور کنالیاں اور جو بھی مہیا ہوا ان کو لے کر ان مائیوں کے سروں پر کھڑے ہو گئے۔ تاکہ بارش ان کو تکلیف نہ دے اور بچوں نے جیسا تیسا بھی ان کو پیڑ اپنانا آتا تھا پیڑے بنائے۔ اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہماری ساری رات اسی طرح گزری۔ صبح نماز کے بعد مجھے ایک مولوی صاحب نظر آئے۔ جو بڑے شدید مخالف ہوتے تھے۔ وہ دوڑ کر مجھ سے لپٹ گئے۔ اور ان کے اوپر رقت طاری ہوگئی۔ میں نے کہا مولوی صاحب! آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے کہا میں ابھی نماز کے بعد بیعت کر کے آ رہا ہوں اور اس خوشی میں گلے لگ کر مل رہا ہوں میں نے کہا آپ کو بیعت کرنے کا خیال کس طرح پیدا ہوا؟ کہنے لگے میں جبکہ بارش ہو رہی تھی۔ یہ دیکھنے آیا تھا کہ اب احمدیوں کا کیا حال ہوتا ہے میں تو آپ کے نظام کو درہم برہم ہوتے دیکھنا چاہتا تھا۔ لیکن رات میں نے جو نظارہ دیکھا ہے وہ بڑا حیرت انگیز اور ایمان افروز ہے کہ چھوٹے چھوٹے بچے۔ جن کے پاس بدن ڈھانکنے کو کپڑے بھی کافی نہ تھے۔ اور افسر کیا اور ماتحت کیا سارے کے سارے کنالیاں اور پراتیں لے کر کھڑے ہیں اور ان مائیوں کو بارش سے بچا رہے ہیں تاکہ وہ بھیگ نہ جائیں یہ کیفیت دیکھ کر میری کایا ایسی پلٹی کہ میں نے فیصلہ کر لیا کہ ضرور بیعت کروں گا۔ کیونکہ یہ جھوٹوں کی جماعت نہیں ہو سکتی ..... پس اخلاص کے نمونے اللہ تعالیٰ کے فضل سے کبھی ضائع نہیں جاتے۔" (خطبات طاہر جلد اوّل صفحہ 342)

نور کا نزول:

ایک بزرگ احمدی سے میں نے پوچھا کہ محترم آپ کیسے زیور احمدیت سے آراستہ ہوئے فرمانے لگے۔ 1974ء میں جب احمدیت کے خلاف ایک طوفان بدتمیزی بپا تھا اور ہر طرف خون کی ہولی کھیلی جارہی تھی۔ کہ جلسہ سالانہ کے ایام آ گئے۔ میں نے اپنے دوستوں سے کہا کہ ہمیں ربوہ جا کر ان کا جلسہ اور لوگوں کا طرز عمل اور اخلاق کا مشاہدہ کرنا چاہئے۔ وہ سب مان گئے تو ہم جب ربوہ پہنچے تو جلسہ ہو رہا ہے۔ ہم بھی جلسہ گاہ کی طرف بڑھ رہے تھے کہ ہم سب نے ایک عجیب نظارہ دیکھا۔ کہ آسمان سے ایک نور ہے جو اہل جلسہ پر نازل ہو رہا تھا۔ ہم سب حیرت زدہ رہ گئے۔ کہ یہ کیا۔ کیا آسمان کا نور کافروں پر نازل ہو رہا ہے؟ کفر اور نور کا باہم کیا تعلق؟ یہ معاملہ کوئی اور ہے میں نے اپنے دوستوں سے کہا کہ آپ لوگوں کی کیا رائے ہے۔ کیا جھوٹوں پر نور الٰہی نازل ہو سکتا ہے۔ یہ لازماً سچے، نیک اور صادق لوگ ہیں۔ اور قرآنی حکم ہے کہ سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ اس پر وہ کہنے لگے۔ سچائی اور صدق تو ظاہر ہے۔ مگر ہم حالات کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اگر تم کر سکتے ہو تو بیعت کر لو۔ اس پر میں نے بیعت کر لی۔

قبولیتِ دعا:

محترم شیخ طاہر احمد نصیر صاحب ان دعاؤں کی قبولیت کا جو حضرت مسیح موعودؑ نے شاملین جلسہ سالانہ کے لیے کی ہیں کا ذاتی مشاہدہ اس طرح بیان کرتے ہیں:

یہ عاجز خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر عرض کرتا ہے۔ کہ اس کے حق میں یہ دعا پوری ہو رہی ہے۔ اور اسی لیے میں اس قبولیت کے نشان کو لکھ رہا ہوں۔ تا اگر خدانخواستہ کسی کے دل میں یہ شبہ ہو کہ خدا سنتا نہیں تو وہ یہ جان لے کہ وہ قادر و توانا خدا نہ صرف سنتا ہے بلکہ اپنے مسیح موعود سے کیے ہوئے وعدوں کو مسلسل پورا بھی کر رہا ہے۔

خاکسار گذشتہ تقریباً 15 سال سے شوگر کا مریض ہے۔ تقریباً چار سال قبل خاکسار کے بائیں پاؤں کے انگوٹھے میں زخم ہوگیا۔ اور مسلسل علاج کے باوجود زخم اپنی جگہ رہا۔ مسلسل علاج، پرہیز اور احتیاط سے زخم کی شدت میں کبھی کبھی کمی آجاتی۔ عرصہ تقریباً 2 سال سے ڈاکٹروں کی ہدایت کے تحت کرسی پر بیٹھ کر نماز کی ادائیگی کے دوران چونکہ انگوٹھا مڑتا ہے۔ اس لیے زخم درست نہیں رہا۔ جبکہ چلنے پھرنے میں کوئی دشواری نہ تھی۔ بعض ڈاکٹروں نے اس تشویش کا بھی اظہار کیا تھا کہ انگوٹھے کو کاٹنے کی نوبت آسکتی ہے۔ اس کیفیت کے ساتھ جلسہ سالانہ لندن 2002ء پر جانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ میری یہ شدید خواہش تھی کہ تمام نمازیں بیت الفضل کے اندر حضور کے پیچھے ادا کروں لیکن دوران سفر یہ خیال کر کے کہ کرسی کے بغیر تو میں نماز نہیں پڑھ سکتا پھر "بیت کے اندر کیسے پڑھوں گا۔ اس خیال نے ایک عجیب اداسی پیدا کردی۔ جس کے نتیجہ میں دل میں رقت پیدا ہوئی۔ اور اللہ کے حضور دعا کی توفیق ملی۔ اور خدائے بزرگ و برتر سے عرض کیا کہ اے اللہ تو دلوں کے حال جانتا ہے۔ میرا دل "بیت" کے اندر اپنے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کو چاہتا ہے۔ لیکن ڈاکٹروں کی ہدایت کے تحت ایسا ممکن نظر نہیں آتا۔ تیرے مسیح نے جلسہ پر آنے والوں کے لیے جو دعائیں مانگیں ہیں میرے حق میں بھی انہیں پورا کر۔ میری تجھ سے صرف اتنی التجا ہے کہ میں تندرستی کی حالت میں اپنے خلیفہ کے پیچھے کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکوں۔

اللہ جانے کتنی دیر تک بندے اور مالک حقیقی کے درمیان باتیں ہوتی رہیں اور یہ سلسلہ نامعلوم کتنی دیر مزید جاری رہتا۔ کہ ایئر ہوسٹس کی آواز نے اس تسلسل کو توڑ دیا۔

لندن پہنچنے کے بعد سب سے پہلی دو نمازیں مغرب اور عشاء کی (جو جمع ہوئی تھیں) "بیت" میں اپنے آقا کی اقتداء میں پڑھنے کی توفیق ملی۔ اور میں بغیر کسی ہچکچاہٹ کے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ پہلی رکعت کے پہلے سجدے کے بعد جب سر اُٹھایا اور پاؤں کا انگوٹھا ذرا سا مڑا تو شدید ٹیس اٹھی اور میں سیدھا نہ بیٹھ سکا۔ دوسرے سجدے کے بعد بھی یہی کیفیت ہوئی۔ لیکن درد میں کمی تھی اگلی رکعت میں درد میں مزید کمی ہوئی اور میں التحیات بیٹھ گیا۔ دل میں خیال ہوا کہ زخم پھٹ گیا ہے۔ اسی حالت میں مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد جب انگوٹھے کو ہاتھ لگایا تو جراب خشک تھی۔ اس کے بعد عشاء کی نماز آرام سے ادا کی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد باہر آکر محمود ہال کے باہر رکھے بینچ پر بیٹھ کر جراب اُتاری تو پٹی خشک تھی۔ پٹی کو کھول کر دیکھا تو اس پر خون کا کوئی نشان نہ تھا اور زخم بھی ٹھیک تھا۔ جس سے بے حد خوشی ہوئی۔ چنانچہ خاکسار نے اللہ پر کامل بھروسہ کرتے ہوئے پٹی اتار دی۔ اور فیصلہ کیا کہ اس زخم کے علاج کے لیے کوئی دوا دارو نہیں کروں گا۔ اور صرف حضرت مسیح موعود کی دعاؤں کی قبولیت کا نظارہ کروں گا۔ میں...... سچ سچ کہتا ہوں کہ حضور کی دعاؤں کے اعجاز کے نتیجہ میں تقریباً ایک ہفتے کے اندر میرا زخم نہ صرف بالکل ٹھیک ہوگیا بلکہ اب تو انگوٹھے پر زخم کا نشان بھی نہیں ہے۔ اور اس طرح میں نے حضور کی سچائی اور آپ کی دعاؤں کی مقبولیت کا نہ صرف زندہ معجزہ دیکھا بلکہ اس کا زندہ نشان بھی بن گیا۔ (روزنامہ الفضل 29 جولائی 2005ء)

تعلق اور پیار بڑھتا ہے:

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی دعائیں آج بھی شاملین جلسہ کے لیے برکت کا باعث ہیں۔ کیونکہ آپ نے اپنے ماننے والوں کے لیے جو نیکیوں پر قائم ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی سچی محبت دل میں رکھتے ہیں قیامت تک کے لیے دعائیں کیں ہیں۔ پھر یہاں آ کر ایک دوسرے کی دعاؤں سے بھی حصہ لیتے ہیں۔ ضمنی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں ایک دوسرے کی پہچان ہو جاتی ہے۔ حالات کا پتہ لگ جاتا ہے..... ان کے لیے دعائیں کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ پھر آپس میں اس طرح گھلنے ملنے سے، اکٹھے ہونے سے محبت واخوت بھی قائم ہوتی ہے۔ آپس میں تعلق اور پیار بھی بڑھتا ہے۔ اور بعض دفعہ حقیقی رشتہ داریاں بھی قائم ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ بہت سے تعلق بھی پیدا ہوتے ہیں۔ رشتہ ناطے کے بہت سے مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ اور اس سے جماعت میں مضبوطی پیدا ہونی چاہئے وہ پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اجنبیت بھی دور ہوتی ہے۔ ایک دوسرے کے لیے بغض و کینے کم ہو جاتے ہیں۔ اور جب ایسی باتوں کا آپس میں لوگوں کی رنجشوں کا پتہ لگتا ہے تو ان کے لیے پھر دعائیں کرنے کا موقع ملتا ہے''۔ (خطبات مسرور جلد نمبر 2 صفحہ 532)

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ جلسہ کی برکات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''اگر اپنی اصلاح کرنی ہے اور اپنی زندگی سنوارنا چاہتے ہیں اور دینی علم حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیشہ...... صحبت نیک لوگوں میں رکھنی چاہئے اور ایسی مجالس کی تلاش میں رہنا چاہیے۔'' (خطبات مسرور جلد نمبر 2 صفحہ 491)

گویا یہ بھی جلسہ سالانہ کی برکت ہے کہ انسان کو نیکیوں کی اور صادقین کی صحبت نصیب ہوتی ہے۔ اور وہ صحبت ''صالح ترا صالح کنند'' کا مصداق ٹھہراتا ہے۔ حضرت مسیح پاک بھی فرماتے ہیں:۔

''جب انسان ایک راستباز اور صادق کے پاس بیٹھتا ہے تو صدق اس میں کام کرتا ہے..... صادقوں اور راستبازوں کے پاس رہنے والا بھی ان میں ہی شریک ہوتا ہے۔'' (ملفوظات جلد نمبر 3 صفحہ 507)

آخر پر یہ عرض کرنا ہے کہ ابھی دسمبر میں قادیان میں جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ پُروقار طریق پر منعقد ہوا۔ اور خدا کے فضل سے دنیا بھر میں احمدی اپنی روحانی پیاس بجھانے مختلف تاریخوں میں اپنے اپنے ملکوں کے جلسہ ہائے سالانہ میں باہم ایک دوسرے سے ملتے ہیں کبھی جولائی کے آخر پر لندن میں جلسہ سالانہ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح بھی بنفسِ نفیس شریک ہوتے ہیں کبھی جرمنی کبھی افریقہ کے ممالک اس چشمہ سے فیض پاتے ہیں ایسے حالات میں ہم پاکستانی احمدی دعاؤں کے ساتھ ان بابرکت جلسوں میں شریک ہو سکتے ہیں۔

نصاب سہ ماہی دوم (اپریل تا جون ۲۰۰۷ء)

1- ترجمہ قرآن کریم پارہ نمبر 5، نصف آخر 2- کتاب ''ایک غلطی کا ازالہ'' از حضرت مسیح موعود علیہ السلام (روحانی خزائن جلد ۱۸) 3- کتاب ''پیغام صلح'' از حضرت مسیح موعود علیہ السلام (روحانی خزائن جلد ۲۳) 4- کتاب ''ہستی باری تعالیٰ'' از حضرت مصلح موعود نصف اوّل (انوار العلوم جلد ۶)

(مرسلہ: قائد تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان)

عجز وانکسار

تحریر: مکرم محمد اشرف کاہلوں صاحب

حضرت باوا نانک فرماتے ہیں:

تن ہوندیاں ہوئے نتاناں من ہوندیاں ہوئے نماناں

اس شعر میں آپ نے تذلل وانکسار کے مفہوم کو خوب ادا فرمایا ہے ایک عارف باللہ جو معرفت اور عرفان کی عمیق اور اتھاہ گہرائیوں سے واقف اور آشنا ہوتا ہے۔ وہ اپنی ہستی مستعار کو اپنے پیدا کنندہ کے مقابل لاشئے محض سمجھتا ہے اور اپنی استعدادوں، صلاحیتوں، طاقتوں اور قوتوں کو حقیر اور ہیچ خیال کرتا ہے اُس کی روح پکار پکار کر کہتی ہے۔

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

یہی وجہ ہے کہ تذلل وانکسار ایک مومن کا خاصہ زندگی ہے کیونکہ وہ جانتا ہے ”تذلل وانکسار کی زندگی کوئی شخص اختیار نہیں کرسکتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ اُس کی مدد نہ کرے۔“ (ملفوظات جلد اصفحہ ۲۸)

انکساری اور فروتنی کا موقع کب آتا ہے؟ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

”جب انسان کو کامیابی حاصل ہو جاتی ہے اور عجز ومصیبت کی حالت نہیں رہتی تو جو شخص اس وقت انکسار کو اختیار کرے اور خدا کو یاد رکھے وہ کامل ہے۔ چوں بدولت برسی مست نگردی مردی“ (ملفوظات جلد اصفحہ ۳۰۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے ہر میدان میں اُسوۂ حسنہ ہیں۔ فتح مکہ کے موقع پر انکساری کا اعلیٰ وارفع اور حسین اور روح پرور نمونہ ہمارے سامنے ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”علو جو خدا تعالیٰ کے خاص بندوں کو دیا جاتا ہے۔ وہ انکسار کے رنگ میں ہوتا ہے اور شیطان کا علو استکبار سے ملا ہوا تھا۔ دیکھو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ فتح کیا تو آپؐ نے اسی طرح اپنا سر جھکایا اور سجدہ کیا جس طرح ان مصائب اور مشکلات کے دنوں میں جھکاتے اور سجدے کرتے تھے۔ جب اسی مکہ میں آپؐ کی ہر طرح سے مخالفت کی جاتی اور دکھ دیا جاتا تھا۔ آپؐ نے دیکھا کہ مَیں کس حالت میں یہاں سے گیا تھا اور کس حالت میں اب آیا ہوں۔ تو آپؐ کا دل خدا کے شکر سے بھر گیا اور آپؐ نے سجدہ کیا۔“ (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۴۰)

حضرت مسیح موعودؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انکساری کی ایک بے نظیر مثال یوں بیان فرماتے ہیں۔

”مومن کی یہ شرط ہے کہ اس میں تکبر نہ ہو بلکہ انکسار، عاجزی فروتنی اس میں پائی جائے اور یہ خدا تعالیٰ کے ماموروں کا خاصہ ہوتا ہے۔ ان میں حد درجہ کی فروتنی اور انکسار ہوتا ہے اور سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ وصف تھا آپ کے ایک خادم سے پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ آپ کا کیا معاملہ ہے؟ اُس نے کہا سچ پوچھو تو یہ ہے کہ مجھ سے

زیادہ وہ میری خدمت کرتے ہیں۔" (ملفوظات جلد۴ صفحہ ۴۳۸-۴۳۷)

حضرت مسیح موعودؑ بھی آپ کے غلام تھے آپ کے اندر بھی عاجزی و انکساری کا وصف موجود تھا آپ کی انکساری کا نقشہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے یوں کھینچتے ہیں۔

"حضرت مسیح موعود کی مجلس میں قطعاً ایسا کوئی امتیاز نہیں ہوتا تھا بلکہ آپ کی مجلس میں ہر طبقہ کے لوگ آپ کے ساتھ اس طرح ملے جلے بیٹھتے تھے کہ جیسے ایک خاندان کے افراد گھر میں مل کر بیٹھتے ہیں اور بسا اوقات اس بے تکلفانہ انداز کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ بظاہر ادنیٰ جگہ پر بیٹھ جاتے تھے اور دوسرے لوگوں کو غیر شعوری طور پر اچھی جگہ مل جاتی تھی۔ بیسیوں مرتبہ ایسا ہوتا تھا کہ چارپائی کے سرہانے کی طرف کوئی دوسرا شخص بیٹھا ہوتا تھا اور پائنتی کی طرف حضرت مسیح موعودؑ ہوتے تھے یا ننگی چارپائی پر آپ ہوتے تھے اور چادر والی چارپائی پر آپ کا کوئی مرید بیٹھا ہوتا تھا یا اونچی جگہ پر کوئی مرید ہوتا تھا اور نیچی جگہ پر آپ ہوتے تھے۔"

(چار تقریریں۔ صفحہ ۱۳۸ از حضرت صاحبزادہ بشیر احمد صاحب ایم۔اے)

کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ یہ تو اپنوں کی گواہی ہے۔ جس میں کمزوری کا احتمال ممکن ہے لیکن غیر کی شہادت سے مذکورہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے تو یہ احتمال اُٹھ جاتا ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد کے بھائی مولانا ابو النصر آہ ۱۹۰۵ء میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی ملاقات کی غرض سے قادیان آئے۔ قادیان میں قیام کے بعد واپسی پر اخبار "وکیل" امرتسر میں اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔ "طبیعت منکسر مگر حکومت خیز، مزاج ٹھنڈا مگر دلوں کو گرما دینے والا، بُردباری کی شان نے انکساری کیفیت میں اعتدال پیدا کر دیا تھا۔"

(چار تقریریں صفحہ ۱۴۴ ایضاً)

حضرت مسیح موعودؑ کی حیات مقدسہ کا ہر ایک لمحہ اعلائے کلمۃ الحق کے لئے وقف تھا اور آپ کا کلام پڑھنے والے گواہی دیتے ہیں کہ وہ کس شان کا کلام تھا لیکن اس کے باوجود حد درجہ انکساری کے ساتھ قلم کی کمزوری کا اعتراف بارگاہ الٰہی میں کرتے ہیں۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا۔

"ہم نے سوچا کہ عمر کا اعتبار نہیں۔ ستر سال کے قریب عمر سے گزر چکے ہیں۔ موت کا وقت معلوم نہیں خدا جانے کس وقت آجائے۔ اور کام ہمارا ابھی بہت باقی ہے۔ ادھر قلم کی طاقت کمزور ثابت ہوئی ہے۔ رہی سیف سو اُس کے واسطے خدا تعالیٰ کا اذن اور منشا نہیں۔ لہذا ہم نے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھائے اور اُس سے قوت پانے کے واسطے ایک الگ حجرہ بنایا۔ اور خدا سے دُعا کی۔" کہ اس ...... البیت اور بیت الدُعا کو امن اور سلامتی پر بذریعہ دلائل نیّرہ اور براہین ساطعہ کے فتح کا گھر بنا دے۔" (چار تقریریں صفحہ ۲۲۲ ایضاً)

آپ کا جذبہ انکساری دیکھئے کہ آپ خدا داد خطاب "سلطان القلم" سے مشرّف ہیں۔ دین کے فتح نصیب جرنیل ہیں۔ ان سب کے باوصف اپنے عجز کا اظہار اپنے مولا کریم کے حضور کس رنگ میں کرتے (باقی صفحہ 31 پر)

مشہور مستشرق.........سر ولیم میور

راقم: مکرم طارق حیات صاحب

K.C.S.I, D.C.L Oxford, LL.D of Glasgow and Edinburgh, Phd of Bologna

لفظ استشراق Orientalism اور مستشرق Orientalist اپنے اصطلاحی مفہوم کے اعتبار سے کوئی بہت پرانا لفظ نہیں ہے بلکہ اٹھارویں صدی کے اواخر میں اس کا استعمال شروع ہوا۔ یہ الفاظ شرق/ استشراق یا انگریزی میں Orient سے مشتق ہے، جس کے معنی ہیں مشرق، یا مشرقی سمت اور اس سے استشراق یعنی Orientalism ہے جس کے معنی مشرقی خصوصیات، مشرقی طرز و ادا، علوم و فنون وغیرہ سے واقفیت اور مہارت اور مستشرق یعنی Orientalist کے معنی ہوئے وہ شخص جو مشرقی زبانوں، علوم و فنون اور تہذیب و ثقافت پر عبور رکھتا ہو۔ یعنی ماہر علوم شرقیہ یا ماہر مشرقیات۔

یہ تو اس لفظ کا لغوی اور اصلی اصطلاحی مفہوم ہے لیکن پھر عمومی طور پر مستشرق ان مغربی اور یورپین "علماء" اور "محققین" کے لئے زیادہ عام ہوتا چلا گیا جنہوں نے اسلام اور بانی اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح اور تاریخ کی بابت کتب لکھیں۔ مستشرقین کی تاریخ کا جائزہ لیں تو ہمیں آٹھویں صدی کے مستشرقین جربرڈی ارالیاک Gerber Deoraliac 1903-1938ء، راجر بیکن 1214-1294 نظر آتے ہیں اور ان سے بھی پہلے کے مصنف جان آف دمشق 700-754ء کی کتب نظر آتی ہیں۔ ان صاحبان نے اسلام اور بانی اسلام کے متعلق لکھنا شروع کیا اور پھر ان کی تعداد اور تصنیفات میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور یوں ایک رنگ میں صلیبی جنگوں کو قلم کے تیر و تلوار سے جاری رکھا گیا۔ سولہویں صدی عیسوی میں ہم دیکھتے ہیں کہ اس کو ایک باقاعدہ اور منظم طریق پر تحریک کی شکل دے دی گئی۔ چنانچہ Guillaism Postel گیلام پوسٹل 1510-1581ء فرانسیسی مستشرق نے جو کہ مستشرقین کا بابا آدم شمار ہوتا ہے۔ اس کے لئے بنیادی کردار ادا کیا۔ تب سے لے کر اب تک سینکڑوں کی تعداد میں مستشرقین اپنی "علمی اور تحقیقی" تخلیقات کو پیش کرتے رہے اور ایک زمانہ ان کی علمی اور تحقیقی کاوشوں سے مرعوب بھی ہوتا رہا۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ایک دنیا کا دل ان کی تصنیفات سے دُکھتا بھی رہا کیونکہ ان کی تحریرات میں انتہائی دل آزار اور نفرت انگیز مواد بھی خوب خوب ہوتا تھا۔ یا شاید ان کا مقصد ہی یہی ہوتا تھا اور یہ مستشرق دراصل "مستغرق" ہوتے تھے اس کام میں کہ کون کون سی ایسی دل آزار بات ہو سکتی ہے وہ ہم ڈھونڈ کر لائیں اور بانی...... کے پیروکاروں کے دلوں کو دُکھائیں اور وہ تیر اور نیزے کے زخم جو انہیں صلیبی جنگوں کے میدان میں لگے ہیں ان کا بدلہ ہم اس طرح سے لے سکیں۔ اور ایسے واقعات اور روایات حاصل کرنے کے لئے اوّل تو انہیں کسی ریفرنس یا مستند کتاب کی ضرورت ہی نہ ہوتی تھی اور نہ ہی وہ روایات کسی مستند کتاب میں موجود ہوتی تھیں...... یا تو کسی ضعیف سی روایت

پر بنیا درکھ دی، یا کسی اسرائیلی روایت پر نہیں تو یار لوگوں نے وہ روایت خود گھڑ لی...... جی ہاں قارئین! اس بات پر حیران ہونے کی ضرورت نہیں، یہ جو مغرب کے بڑے بڑے سکالر اور محقق کہلاتے ہیں ان کا ایک بڑا حصہ مستشرقین کا ایسا ہے جو نہ عالم کہلانے کا مستحق تھا اور نہ ''محقق'' اور نہ کوئی انصاف اور اخلاقی اصول روایات کی پابندی تھی ان کے قلم اور ذہن میں۔ بے سر پا باتیں وہ انگریزی میں لکھتے اور ہمارے بھولے بھولے عوام اور طالب علم انگریزی عبارت کے رُعب میں آ کر خاموش ہو جاتے، یا اس زمانے میں چونکہ کتب کی اشاعت نہ ہونے کے برابر تھی، بخاری مسلم کا تو صرف نام ہی سنا تھا۔ لوگ میلوں میل تو صرف بخاری کے چند صفحوں کی زیارت کے لئے جایا کرتے تھے، تو بھلا باقی کتابیں کہاں عام ہوں گی۔ ایسے میں ان صاحبان نے تو یہ طالب علم پر احسان کیا کہ قدیم عربی کتب کو لے کر ان کی اشاعت کا اور ان کے تراجم کا اہتمام کیا لیکن۔ اس احسان کے بدلہ میں پوری...... دنیا سے جو انتقام لیا وہ بہت تکلیف دہ اور دردناک ثابت ہوا۔ بہت سارے ایسے مستشرقین ہیں جنہیں عربی زبان پر عبور تو کیا کوئی قابلِ ذکر مہارت بھی نہ تھی اور...... کے بنیادی اور ابتدائی مآخذ کی طرف رسائی تو شاید کسی کو بھی نہ تھی یا تھی بھی تو ان کا تعصب آڑے آتا تھا اور وہ نظریں چُرا لینے پر مجبور رہتے۔

بہرحال مستشرقین کا ذکر ہم کریں گے تو ہمیں ان کی بھاری تعداد ان لوگوں کی نظر آتی ہے جو یا تو علمی اعتبار سے بھی کوئی ایسے ماہر اور حاذق نہ تھے اور اگر تھے بھی تو مذہبی تعصب نے ان کو ایسا مجبور کیا کہ وہ علم وتحقیق کے ساتھ ساتھ انصاف اور رواداری کا بھی خون کئے بغیر نہ رہ سکے اور ان کی فہرست بہت طویل ہے مثلاً

فرانسس بیکن Francis Becon 1560-1626ء

آندرے داندلو وینی Andrea Dandolo Veniee

اروِنگ واشنگٹن Irving Washington

لامنس Lammens, P.h 1862-1937ء

ڈاکٹر اسپرنگر Dr. Sprenger اور سر ولیم میور اور ویری وغیرہ ہر چند کہ...... کے ''وَیریوں'' (دشمنوں) کی تفصیل مستشرقین میں بہت زیادہ ہے لیکن کچھ ایسے بھی منصف مزاج اور قدرے معقول مستشرقین بھی ہم دیکھتے ہیں کہ جنہوں نے ...... حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدس میں خراج تحسین پیش کیا جو کہ ان کی علم دوستی، شرافت اور کسی قدر غیر جانبدارانہ تحقیق کا ایک ثبوت قرار دیا جا سکتا ہے ان میں

1875 John William Draper

1854 Lamartine

1876 R. Bosworth Smith

تھامس کارلائل Carlyle Thomas

جان ڈیون پورٹ John Davenport

W. Montogomery Watt منگمری واٹ
اور مارگولیتھ Margolioth. D.S. کے نام قابل ذکر ہیں۔

آج ان میں سے ایک مستشرق ولیم میور کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے تا کہ قارئین ان کے ناموں کے ساتھ ساتھ ان کا زمانہ اور مقام اور ان کی کتب کے ناموں کے ساتھ بھی واقف ہو سکیں اور موقعہ ملے تو ان کی کتب کا خود مطالعہ کر سکیں۔ لیکن یہ بہت ضروری ہے کہ اس سے پہلے آپ مستند حدیث کی کتب مثلاً بخاری، مسلم، ترمذی، ابو داؤد وغیرہ اور سیرت کی معروف کتب مثلاً سیرت ابن ہشام، سیرت ابن اسحاق، محمد صلی اللہ علیہ وسلم از ہیکل، سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم از شبلی وغیرہ کا مطالعہ کر لیں۔

سر ولیم میور Sir William Muir کی بحیثیت مستشرق شہرت اس کتاب سے ہوئی جو اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح پر لکھی ہے۔ کتاب کا نام ہے۔

The Life of Mahomet یہ کتاب دراصل انہوں نے اس زمانے میں ہندوستان کے مشہور عیسائی مناظر پادری فنڈر Rev.C.G. Fander کی فرمائش پر لکھی۔ یہ پادری صاحب خود بھی...... اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف زہر اُگلنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے، میزان الحق انہیں صاحب کی تصنیف ہے۔ جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یوں فرمایا ہے۔

''جب پادری فنڈر صاحب نے اپنی کتابیں شائع کیں تو 1859ء تا 1860ء کا ذکر ہے کہ مولوی گل علی شاہ صاحب کے پاس جو ہمارے والد صاحب نے خاص ہمارے لئے استاد رکھے ہوئے تھے پڑھا کرتا تھا اور اس وقت میری عمر سولہ سترہ برس کی ہوگی تو اس کی میزان الحق دیکھنے میں آئی ایک ہندو نے جو میرا ہم مکتب تھا اس کی فارسی دیکھ کر اس کی بڑی تعریف کی۔ میں نے اس کو بہت ملزم کیا اور بتایا کہ اس کتاب میں بجز نجاست کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ تو زی زبان پر جاتا ہے۔'' (الحکم جلد ۵، مورخہ ۳۱/ اکتوبر ۱۹۰۱ء صفحہ ۵۔۶ بحوالہ ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۵۶۴)

موصوف پادری صاحب کی بابت زمانے کے حَکم وعدل نے فرمایا:

''اس صدی سے پہلے عیسائی مذہب کا یہ طریق نہ تھا کہ...... پر گندے اور ناپاک حملے کرے بلکہ اکثر ان کی تحریریں اور تالیفیں اپنے مذہب تک محدود تھیں قریباً تیرھویں صدی ہجری سے ...... کی نسبت بدگوئی کا دروازہ کھلا جس کے اوّل بانی ہمارے ملک میں پادری فنڈل صاحب تھے۔'' (کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۳۱۸)

بہر حال ان صاحب کی فرمائش پر سر ولیم میور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح کی بابت کتاب لکھی، جیسا کہ اوپر نام دیا گیا ہے۔ اس کتاب کے چار حصے ہیں۔

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن انگلستان میں 1861ء۔ دوسرا 1876ء اور تیسرا 1894ء میں شائع ہوا۔ 1912 میں اس کتاب کا Revised Edition شائع کیا گیا جو 1923ء میں John Grant Edinburgh کے زیر

اہتمام شائع ہوا اور تب اس کے صفحات کی تعداد 556 ہوگئی جس میں 75 صفحات تعارف کے مزید شامل کر لئے جائیں تو 631 صفحات ہو جاتے ہیں۔ پہلے مستشرقین کی ڈگر پر چلتے ہوئے بے سروپا روایات کو بھی سر آنکھوں پر جگہ دیتے ہوئے کتاب کو لکھا ہے گو ذرا طرز استدلال مختلف تھا۔ اس کتاب کا جواب سر سیّد احمد خان صاحب نے دینا شروع کیا اور پہلے حصّہ کا جواب ''خطبات الاحمدیہ علی العرب والسیرۃ المحمدیہ'' کے نام سے شائع بھی ہوگیا۔ اس کا انگریزی ترجمہ 1870ء میں لندن سے A Series of Essays on the Life of Muhammad کے نام سے طبع ہوا اور اصل اردو کتاب 1887ء میں ہندوستان میں چھپی۔ ولیم میور 27 اپریل 1819ء کو انگلستان میں پیدا ہوئے۔ ایڈنبرگ، گلاسکو اور سیل بری یونیورسٹیز سے تعلیم حاصل کی۔ 1837ء میں بنگال سول سروس میں شامل ہوئے۔ 1857ء کے ہنگاموں میں وہ آگرہ میں محکمہ جاسوسی کے نگران تھے۔ 1864ء میں محکمہ خارجہ کے سیکرٹری، 1865 میں سپریم کورٹ کے ممبر اور پھر لیفٹیننٹ گورنر آگرہ اور اودلا کا۔ 1885ء میں ایڈنبرگ یونیورسٹی کا وائس چانسلر بن گئے۔

11/جولائی 1905ء کو سر ولیم میور کا انتقال ہوا۔

درج ذیل کتب تصنیف کیں۔

`The Life of Mahomet

Annalasis of Early caliphate

The Mameluke Dynasty

The Coran

The Mohammadan Controversy

کتب مستفادہ:

☆ کتاب البریہ، ضیاء الحق، ملفوظات از حضرت مسیح موعود علیہ السلام

☆ نقوش ''رسول نمبر'' جلد 11

☆ اردو نثر میں سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم — از ڈاکٹر انور محمود خالد

☆ الخطبات الاحمدیہ فی العرب والسیرۃ المحمدیہ — از سر سیّد احمد خان

☆ Life of Mohamed — از سر ولیم میور

☆ Dictionary of Indian Biography از C.E.Buckland

توجہ فرمائیں

کیا آپ نے ماہنامہ انصار اللہ کا چندہ ادا کر دیا ہے؟

اس کی شرح صرف 100 روپے سالانہ ہے۔ براہ کرم چندہ کی ادائیگی کر دیں نیز اپنے پتہ میں کسی بھی تبدیلی سے فوری طور پر مطلع فرمائیں۔

مینیجر ماہنامہ انصار اللہ

وقف عارضی کے متعلق

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خواہش اور ارشادات

مرسلہ: قائد تعلیم القرآن ووقف عارضی مجلس انصار اللہ پاکستان

ممبران شوریٰ کو نصیحت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجلس مشاورت پاکستان 2004ء کے موقع پر جماعت کو بڑے زور سے اس تحریک کی طرف متوجہ کیا اور فرمایا:

''میری ممبران شوریٰ سے یہ درخواست ہے کہ یہ ارادہ کر کے جائیں کہ اس سال ہم نے ربوہ کے علاوہ باہر سے پانچ ہزار واقفین عارضی مہیا کرنے ہیں جو وفود کی شکل میں مختلف جماعتوں میں جائیں۔ انشاءاللہ وفود کی اپنی تربیت بھی ہوگی اور جماعت کی تربیت میں بھی مدد ملے گی۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق دے آمین۔ اللہ تعالیٰ آپ کو تقویٰ پر چلائے تقویٰ پر قائم رکھے اور ہمیشہ تقویٰ کے ساتھ اپنے کئے ہوئے عہدوں کو پورا کرنے کی توفیق دے۔'' (روزنامہ الفضل 5/اپریل 2004ء)

نشانات الٰہیہ کا علم

حضور انور نے خطبہ جمعہ 30 جون 2006ء میں فرمایا:

''بہت پرانی بات ہے۔ غالباً 1966ء کی۔ میں سرگودھا کے علاقے میں وقف عارضی پر گیا تو ایک دور دراز گاؤں میں جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں ایک بہت بوڑھی عورت ملیں۔ جب ہم نے اپنا تعارف کرایا کہ ربوہ سے آئے ہیں، احمدی ہیں تو انہوں نے بتایا کہ مَیں بھی احمدی ہوں اور ہم لوگ چاند سورج گرہن کو دیکھ کر اس زمانے میں احمدی ہوئے تھے۔ یہ کہتی ہیں مَیں چھوٹی تھی اور میرے والدین اس وقت ہوتے تھے تو اس علاقے میں بالکل جنگل میں، دیہات میں، دیہاتی ان پڑھ لوگ بھی چاند سورج گرہن کا نشان دیکھ کر احمدی ہوگئے تو اللہ نے بہت سوں کو اس زمانے میں بھی اس نشان سے ہدایت دی تھی۔'' (الفضل یکم اگست 2006ء)

تحریک جدید کا ایک مطالبہ وقف عارضی کی طرف توجہ کریں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریک جدید کے سال نو کا اعلان کرتے ہوئے خطبہ جمعہ 3 نومبر 2006ء میں فرمایا:

''ایک مطالبہ وقف عارضی کا ہے اس طرف بھی توجہ کی ضرورت ہے۔ باہر کی دنیا میں (باہر سے مراد یورپ اور مغربی ممالک افریقہ وغیرہ) اگر آرگنائز کر کے اس مطالبے پر سارے نظام پر کام کیا جائے تو اپنوں کی تربیت کے لحاظ سے بھی اور (دعوت الی اللہ) کے لحاظ سے بھی بہت بہتری پیدا ہوگی جماعتیں اس طرف بھی توجہ کریں۔'' (روزنامہ الفضل 12 دسمبر 2006ء)

ان ارشادات کی روشنی میں تمام اضلاع اور علاقہ جات کو 2007ء کے ٹارگٹ سال کے شروع میں بھجوا دیئے گئے تھے۔ تمام عہدیداران سے گزارش ہے کہ اپنے ٹارگٹس کی تکمیل کے لئے بھرپور کوشش فرمائیں۔ تمام فارم صدر صاحب مجلس انصار اللہ کے نام بھجوائیں تا کہ اندراج کر کے نظارت تعلیم القرآن کو بھجوا دیئے جائیں۔ وقف عارضی کرنے کے بعد مختصر رپورٹ بھی روانہ فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

بقیہ از صفحہ 25: ہیں۔ آپ کے اس جذبہ انکساری کا ذکر جو آپ کے درج ذیل اشعار میں بیان ہوا ہے۔ اُسے پڑھ کر روح وجد میں آجاتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار
لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبول میں تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگہ میں بار

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

''جو لوگ تکبر نہیں کرتے اور انکساری سے کام لیتے ہیں وہ ضائع نہیں ہوتے۔'' (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۲۱۶)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی ہر قسم کے تکبر سے بچا کر رکھے اور عاجزی اور انکساری کے اوصاف سے متصف فرمائے۔ آمین

بقیہ از صفحہ 35 (کوئٹہ) مکرم ملک عبدالسلام (سرگودھا) مکرم شیخ ضیاء الرحمٰن، مکرم حمید اللہ باجوہ (ساہیوال) مکرم سید اعجاز المبارک منیر (6-11L ساہیوال) مکرم ماسٹر نذیر احمد (58/3 ٹکڑا چاہ عمر دین ٹوبہ ٹیک سنگھ) مکرم جاوید اقبال کاہلوں (433 ج ب دھیرو کے، ٹوبہ ٹیک سنگھ) مکرم مقبول احمد چوہدری (بہاولنگر) مکرم ڈاکٹر محمد سلیم (327 Hr، بہاولنگر) مکرم منظور احمد خادم (184/7R بھکی والا، بہاولنگر) مکرم یوسف علی خاور (377 H.R فورٹ عباس، بہاولنگر) مکرم نسیم احمد چوہدری، مکرم پروفیسر مبشر احمد فرخ، مکرم بشیر احمد زاہد، مکرم انور حسین شاکر (حیدرآباد) مکرم حفیظ احمد خالد (مظفر گڑھ) مکرم محمد اسد اللہ (قمر آباد، لوشہرو فیروز) مکرم محمد اشرف باجوہ (قصور) مکرم بشارت احمد (نواب شاہ) مکرم پیر خلیل احمد ہاشمی (کوٹلی، گجرات) مکرم انجینئر طاہر احمد (مردان) مکرم منظور احمد (پشاور شہر)

تحریک وقف زندگی اور داخلہ جامعہ احمدیہ

1۔ حضرت مصلح موعود (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی رہے) وقفِ زندگی اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے متعلق فرماتے ہیں:

''میں جماعت کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنے اخلاص کا ثبوت دے اور نوجوان زندگیاں وقف کریں۔ ہر احمدی گھر سے ایک نوجوان ضرور اس کام کے لئے پیش کیا جائے۔ مدرسہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے ہر سال کم از کم پچاس طالبعلم آنے چاہئیں۔ سو ہوں تو بہتر ہے۔''

2۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث (رحمہ اللہ تعالیٰ) جامعہ احمدیہ میں طلباء کی تعداد کے بارہ میں فرماتے ہیں:

''جس تعداد میں جامعہ احمدیہ میں نوجوان داخل ہوتے ہیں اور باقاعدہ مربی بنتے ہیں اسے دیکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ ہماری ضروریات کے ہزارویں حصہ کو بھی پورا نہیں کرتے۔''

3۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع (رحمہ اللہ تعالیٰ) فرماتے ہیں:

''آئندہ سو سالوں میں دینِ حق نے جس کثرت سے ہر جگہ پھیلنا ہے اس کے لئے لاکھوں تربیت یافتہ غلام چاہئیں جو خدا کی راہ میں حضرت محمدؐ کے غلام ہوں۔ ہر طبقہ زندگی سے کثرت کے ساتھ واقفینِ زندگی چاہئیں۔''

4۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''یہ تصور ہماری انتظامیہ کے ذہنوں میں بھی بعض جگہ پہ آ گیا ہے، جماعتی عہدیداران کے اندر بھی موجود ہے، کہ جو تعداد ہے ہماری مربیان کی، معلمین کی وہ کافی ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ اب زمانہ ہے کہ ہر گاؤں میں، ہر قصبہ میں اور ہر شہر میں اور وہاں کی ہر (بیت) میں ہمارا مربی اور معلم ہونا چاہئے اور اس کے لئے بہر حال جماعت کو مالی قربانیاں کرنی پڑیں گی، تبھی ہم یہ کر سکتے ہیں۔ پھر جماعت کو، افراد کو اپنی قربانیاں کرنی پڑیں گی، اپنے بچوں کی قربانیاں کرنی پڑیں گی تاکہ اس کے لئے پیش کریں، وقف بھی کریں۔ لیکن یہ سب ایسے ہونے چاہئیں کہ جو تقویٰ کے اعلیٰ معیار پر بھی قائم ہوں۔ صرف آدمی نہیں ہم نے بٹھانے بلکہ تقویٰ پر قائم آدمیوں کی ضرورت ہے۔ آئندہ سالوں میں انشاء اللہ تعالیٰ واقفین نو بھی میدان عمل میں آ جائیں گے لیکن وہ بھی ابھی جو تعداد ہے یہ ضرورت کو پوری نہیں کر سکتے، جتنے وسیع طور پہ ہمیں کام کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آدمیوں کی ضرورت بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ تقویٰ پر چلنے والے مربیان اور معلمین ہمیں مہیا فرماتا رہے۔''

5۔ جامعہ احمدیہ میں طلباء کی تعداد بڑھانے کے لئے مجلس مشاورت 1961ء کا فیصلہ ہے کہ:

''ہر ضلع کی جماعت 250 چندہ دہندگان کم از کم ایک میٹرک پاس طالبعلم جامعہ احمدیہ میں برائے تعلیم بھجوائے۔''

6۔ امراء اضلاع، صدران جماعت اور مربیان سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ

(i) اپنے ضلع سے زیادہ سے زیادہ ذہین، ہونہار، خدمت دین کا شوق رکھنے والے، مخلص طلباء کو جامعہ احمدیہ میں بھجوانے کی بھرپور کوشش کریں۔ایسے واقفین نو بچوں کو خاص طور پر جامعہ احمدیہ میں داخل ہونے کی تحریک کی جائے۔اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی میں زیادہ سے زیادہ برکت عطا کرے۔

(ii) امیدواران کو ہدایت فرمائیں کہ (الف) وہ داخلہ کے لئے ابھی سے اپنی درخواست والد/سرپرست کی تصدیق کے ساتھ اور مقامی جماعت کے امیر صاحب/صدر صاحب کی سفارش کے ساتھ وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو بھجوائیں۔درخواست میں نام، ولدیت، تاریخ پیدائش اور عمر نیز مکمل پتہ درج کریں۔واقفین نو اپنا حوالہ وقف نو بھی ضرور درج کریں۔مزید برآں یہ ضروری ہے کہ درخواست اور فارم معاہدہ وقفِ زندگی میں نام، ولدیت اور تاریخ پیدائش سکول کے ریکارڈ کے مطابق درج ہو۔

(ب) امیدواران قرآن کریم ناظرہ صحت کے ساتھ پڑھنا سیکھیں اور روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہیں، دینی معلومات شائع کردہ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نیز روزنامہ الفضل اور جماعتی رسالہ جات کا مطالعہ کرتے رہیں مزید برآں مجلس خدام الاحمدیہ کی مرکزی تربیتی کلاس ربوہ میں بھی شامل ہوں۔یہ بھی ضروری ہے کہ انگریزی کے معیار کو بہتر کریں۔

7۔ جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخلہ کے لئے واقفین زندگی طلباء کا ٹیسٹ/انٹرویو میٹرک/ایف اے کے نتیجہ کے بعد ہوگا۔جس کا اعلان روزنامہ الفضل میں کر دیا جائے گا۔امیدواروں کی تعلیم کم از کم میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔میٹرک پاس امیدوار کے لئے زیادہ سے زیادہ عمر کی حد 17 سال اور ایف اے/ایف ایس سی پاس امیدوار کے لئے عمر کی حد 19 سال ہے جو امیدوار تحریری ٹیسٹ/انٹرویو میں پاس ہوں گے ان کا طبی معائنہ فضل عمر ہسپتال ربوہ میں ہوگا۔داخلہ کے لئے طبی رپورٹ کا تسلی بخش ہونا ضروری ہے۔

نوٹ: میٹرک/ایف اے پاس کی سند/سرٹیفکیٹ کی تصدیق شدہ فوٹو کاپی تحریری ٹیسٹ سے ایک ہفتہ قبل دفتر وکالت دیوان میں دینا ضروری ہے تاکہ میرٹ لسٹ مکمل کی جا سکے۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

نتیجہ امتحان سہ ماہی چہارم 2006ء

قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان

امتحان سہ ماہی چہارم 2006ء میں 506 مجالس کے 8103 انصار نے شرکت کی۔ نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے اراکین کے اسماء درج ذیل ہیں۔ علاوہ ازیں 192 انصار نے اس امتحان میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خصوصی گریڈ A حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ یا اعزازن اراکین کے لئے مبارک کرے اور مزید علمی ترقیات سے نوازے۔ آمین۔

اوّل:	مکرم منور احمد تنویر	(دارالصدر شرقی ب ربوہ)
دوم:	مکرم انجینئر شعیب اے ہاشمی	(گلشن اقبال غربی کراچی)
	مکرم عبدالسلام ارشد	(شمالی چھاؤنی لاہور)
سوم:	مکرم محمد توفیق	(مغل پورہ لاہور)
	مکرم منصور احمد لکھنوی	(گلشن اقبال شرقی کراچی)

مزید پہلی دس پوزیشن حاصل کرنے والے انصار: مکرم چوہدری ناصر احمد، (ناصر آباد شرقی) مکرم بشارت احمد طاہر، (کھاریاں ضلع گجرات)، مکرم عبدالمنان فیاض، (اسلام آباد شرقی) مکرم محمد الوسیم، (دارالیمن وسطی سلام ربوہ)، مکرم عبدالباری قیوم شاہد، (مارٹن روڈ کراچی) مکرم میاں مجید الرحمٰن حمید، (جوہر ٹاؤن لاہور) مکرم عبدالرشید ساٹری، (عزیز آباد کراچی) مکرم عبدالمالک، (دارالنصر شرقی ربوہ) مکرم شاہ محمد حامد گوندل، (طاہر آباد جنوبی ربوہ) مکرم انجینئر محمود مجیب اصغر، (دارالصدر شمالی الوار ربوہ)

خصوصی گریڈ حاصل کرنے والے انصار:

لاہور: مکرم عبدالعزیز منگلا، مکرم رفیق احمد خواجہ، مکرم ندیم احمد، مکرم ڈاکٹر منصور احمد (جوہر ٹاؤن) مکرم نصیر احمد قریشی، مکرم محمد سرور ظفر، مکرم بشیر احمد، مکرم ڈاکٹر رمضان محمد زاہد، مکرم مسعود احمد فاروقی، مکرم رشید احمد محسن، مکرم چوہدری محمد لطیف انور، مکرم حفیظ احمد، مکرم میاں محمد یوسف، مکرم نور الٰہی بشیر (مغل پورہ) مکرم ڈاکٹر عبدالشکور میاں، مکرم سید نوید احمد بخاری (محسن آباد) مکرم محمد قاسم بٹ، مکرم شیخ محمد اکرم اطہر (نشاط کالونی)، مکرم ماسٹر بشیر احمد (سلطان پورہ) مکرم محمد اسحاق چوہدری، مکرم شیخ مامون (بیت الاحد)، مکرم لئیق احمد، مکرم ناصر احمد بلوچ (دارالسلام) مکرم محمد ظفر اقبال ہاشمی، مکرم ڈاکٹر عبدالکریم خالد، مکرم محمد ارشاد، مکرم سلطان احمد بھٹی (بیت التوحید) مکرم احسان الٰہی ملک، مکرم شکور احمد، مکرم کیپٹن (ر) ملک مبارک احمد، مکرم رانا فضل الرحمٰن نعیم (گرین ٹاؤن) مکرم ڈاکٹر محمد صادق جنجوعہ، مکرم عبدالقدیر خان، مکرم محمد اقبال بسراء (فیکٹری ایریا شاہدرہ) مکرم قریشی محمد کریم (شالامار ٹاؤن)

ضلع کراچی: مکرم کرامت حسین مختار، مکرم ڈاکٹر شوکت علی (اورنگی ٹاؤن) مکرم ہبۃ اللہ کاہلوں (محمود آباد) مکرم محمود احمد ونیس، مکرم محمد اسمٰعیل (کورنگی) مکرم سلیمان احمد شاہد، مکرم منیر الدین بھٹی، مکرم مغیر احمد باجوہ (گلشن جامی) مکرم چوہدری ادریس احمد (گلستان جوہر) مکرم شیخ عبدالمالک (مارٹن روڈ) مکرم صوفی محمد اکرم مکرم ریاض احمد شاد، مکرم محمد سرور (ڈرگ کالونی) مکرم چوہدری ناصر احمد گوندل، مکرم عبدالمجید ناصر (انور) مکرم جمیل احمد

بٹ (گلشن) مکرم چوہدری بشیر الدین محمود (ڈرگ روڈ) مکرم کمانڈر ناصر احمد (صدر) مکرم بشیر احمد شاہد (گلشن حدید)

ربوہ: مکرم نثار احمد طاہر، (دارالصدر شمالی انوار) مکرم میاں عبدالغفور طور (دارالصدر شمالی ھدیٰ) مکرم مجید احمد، مکرم میاں منور احمد (دارالصدر شرقی ب) مکرم مذیر احمد باجوہ، مکرم یونس احمد خادم، مکرم مقبر احمد کوثر (دارالرحمت شرقی راجیکی) مکرم عبدالسمیع خان، مکرم محمد طفیل گھمن، مکرم عبدالرشید منگلا، مکرم عبدالستار اقبال (دارالرحمت شرقی بشیر) مکرم شفقت رسول، مکرم رانا عبدالسلام، مکرم سید حنیف احمد قمر، مکرم حبیب اللہ شاد، مکرم مبارک احمد خان کاٹھگڑی (دارالنصر شرقی) مکرم سید اسرار احمد توقیر، مکرم حکیم محمد نسیم، مکرم لعل الدین صدیقی (دارالنصر غربی اقبال) مکرم منظور احمد، مکرم محمد اسلم شاہد (دارالعلوم شرقی برکت) مکرم ڈاکٹر سید مسعود احمد شاہ (دارالعلوم جنوبی بشیر) مکرم مرزا ظفر احمد، مکرم قاسم محمود بھٹی (دارالفتوح غربی) مکرم ڈاکٹر چوہدری محمد حامد (دارالیمن شرقی) مکرم ملک محمد اقبال، مکرم حبیب احمد، مکرم رشید احمد (دارالعلوم جنوبی احد) مکرم منور احمد (دارالعلوم غربی خلیل) مکرم صدیق احمد (طاہر آباد شرقی) مکرم عبدالباسط مومن (دارالیمن غربی) مکرم محمد رئیس طاہر (دارالنصر وسطی) مکرم ناصر احمد ڈوگر (ناصر آباد شرقی) مکرم ناصر احمد جھٹھہ (دارالبرکات) مکرم صدیق احمد منور، مکرم ملک توقیر احمد (فیکٹری ایریا احمد) مکرم اللہ بخش (کوارٹر تحریک جدید) مکرم پروفیسر محمد انعام، مکرم صفدر نذیر گولیکی (دارالنصر غربی منعم) مکرم عمر حیات (فیکٹری ایریا سلام) مکرم مرزا محبوب شوکت، مکرم عبدالبصیر (دارالیمن وسطی حمد) مکرم مقبول احمد، مکرم ماسٹر بشارت احمد، مکرم محمد صدیق خان (دارالعلوم وسطی) مکرم رؤف احمد بٹ (دارالعلوم شرقی نور) مکرم خالد اشرف (دارالفضل شرقی) مکرم سید عبدالمالک ظفر (دارالشکر) مکرم محمد نصیر احمد (دارالعلوم غربی صادق) مکرم صدیق احمد (دارالفضل غربی فضل) مکرم محمد ارشد قریشی، مکرم عبدالرحمن عاجز (دارالرحمت وسطی) مکرم محمد سلیم جاوید (نصیر آباد رحمن)

ضلع فیصل آباد: مکرم محمود احمد سہگل، مکرم چوہدری احمد دین (دارالذکر) مکرم جلال الدین اکبر، مکرم محمد اصغر عتیق (دارالحمد) مکرم قدرت اللہ (دارالنور) مکرم حافظ محمد اکرم حفیظ (کریم نگر) مکرم رفیق احمد زاہد (96 گ ب) مکرم میاں عبدالحفیظ (108 ج ب کلوڈی) مکرم صوبیدار خوشی محمد (69 گھسیٹ پورہ)

ضلع راولپنڈی: مکرم فیض احمد گھمن، مکرم کیپٹن علم دین مشاق (پشاور روڈ شرقی) مکرم تصدق رزاق، مکرم مبشر احمد کھوکھر (بیت الحمد) مکرم چوہدری اقبال حسین، مکرم محمد ثناء اللہ، مکرم عبدالکریم باسط (النور) مکرم وسیم احمد شاکر، مکرم توقیر احمد ملک، مکرم صادق مجید اللہ، مکرم محمد سلیم جاوید، مکرم مبارک انور ندیم (واہ کینٹ) مکرم انور احمد خالد، (بیت المحمود)

ضلع اسلام آباد: مکرم چوہدری مبارک علی حسنات (اسلام آباد شرقی)، مکرم رفیق احمد سعید، مکرم عطاء الرحمن خان (اسلام آباد جنوبی) مکرم ایم۔اے لطیف شاہد (اسلام آباد وسطی) مکرم سعید احمد ریحان (اسلام آباد شمالی)

ضلع ملتان: مکرم سعید احمد سعید، مکرم نصیر احمد قمر، مکرم چوہدری عبدالمجید، مکرم رانا محمد ایوب، مکرم چوہدری محمد اکبر گوندل

ضلع نوشہرہ: مکرم رانا سجاد احمد، مکرم عمر حیات لنگاہ، مکرم سید عبدالکریم طاہر (رسالپور)

متفرق: مکرم محمد آصف گھمن، مکرم فخر الحق، مکرم جلال الدین شاد (سیالکوٹ) مکرم ماسٹر عبدالرحمن (نیکا پورہ، سیالکوٹ) مکرم یونس علی آصف (بدین) مکرم سلطان محمود ملک (دوالمیال چکوال) مکرم مبشر احمد چوہان (کھاریاں، گجرات) مکرم نصیر احمد گوندل (کھوسکی، بدین) مکرم ریاض احمد باجوہ، مکرم نسیم احمد وسیم، مکرم عبدالمجید زاہد (میر پور خاص) مکرم منصور احمد خان، مکرم چوہدری محمد ابراہیم خان (باقی صفحہ 31 پر)

رپورٹ نویں آل پاکستان سالانہ سپورٹس ریلی 2007ء

زیرانتظام: مجلس انصاراللہ پاکستان

مجلس انصاراللہ پاکستان کے زیراہتمام ورزشی مقابلہ جات مورخہ 23 تا 25 فروری 2007ء ربوہ میں منعقد ہوئے۔ اس کی افتتاحی تقریب مورخہ ۲۲ فروری کو منعقد ہوئی۔ محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان اس تقریب کے مہمان خصوصی تھے۔ گزشتہ سالوں کی روایت کے مطابق باقاعدہ افتتاح کا اعلان گزشتہ سال کے بہترین کھلاڑی مکرم عرفان احمد صاحب کراچی نے کرنا تھا۔ لیکن وہ اپنی ناگزیر مجبوری کے باعث تشریف نہ لا سکے۔ جس کی وجہ سے محترم صدر صاحب کی اجازت سے گزشتہ سال کے معمرترین کھلاڑی رفیق احمد صاحب کوندل گلشن جامی کراچی نے باقاعدہ مقابلہ جات کا اعلان کیا۔ ان مقابلہ جات میں انفرادی مقابلہ جات کلائی پکڑنا، سائیکل ریس، دوڑ، پیدل چلنا، سیر کے بعد مشاہدات قلم بند کرنا، گولہ پھینکنا، تھالی پھینکنا، اور اجتماعی مقابلہ جات میں رسہ کشی، اور والی بال شامل تھے۔ جب کہ بیڈمنٹن و ٹیبل ٹینس صف اوّل وصف دوم کے دونوں معیاروں میں الگ الگ مقابلہ جات منعقد کروائے گئے۔ تمام مقابلہ جات کے کل 081 میچز کروائے گئے۔ تمام مقابلہ جات میں انصار نے جوش و جذبہ کے ساتھ انتہائی نظم وضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئے شرکت کی۔ اس موقع پر رسہ کشی کا ایک نمائشی میچ ناظمین اضلاع و مرکزی عاملہ کے درمیان بھی کروایا گیا جو دلچسپ مقابلہ کے بعد ناظمین اضلاع نے جیت لیا۔ ان مقابلہ جات کی اختتامی تقریب مورخہ 25 فروری 2007ء کو ایوانِ محمود ربوہ میں منعقد ہوئی۔ اس موقع پر صف دوم کا بیڈمنٹن ڈبل کا فائنل میچ مکرم لیاقت علی صاحب و مکرم آغا حبیب اللہ صاحب علاقہ سرگودھا اور مکرم عبدالحلیم سحر صاحب و مکرم رانا خالد محمود صاحب علاقہ ربوہ کے درمیان کھیلا گیا۔ جو کہ علاقہ سرگودھا کی ٹیم نے آسان مقابلہ کے بعد جیت لیا۔ اس میچ کے بعد تلاوت عہد و نظم کے بعد منتظم اعلیٰ مکرم پروفیسر عبدالجلیل صادق صاحب نے رپورٹ پیش کی۔ ازاں بعد اعزاز پانے والے کھلاڑیوں میں محترم مہمان خصوصی نے انعامات تقسیم فرمائے۔ اس سال کے مقابلہ جات میں معمرترین کھلاڑی کے انعام کے مستحق مکرم رفیق احمد کوندل صاحب کراچی، بہترین کھلاڑی مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب علاقہ سندھ اور علاقہ جات میں ربوہ بہترین علاقہ قرار پایا امسال سالانہ ورزشی مقابلہ جات میں 9 علاقہ جات کے 45 اضلاع کی 222 مجالس کے 640 انصار نے شمولیت کی۔ اختتامی تقریب کے مہمان خصوصی مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد ناظر اعلیٰ تھے۔ آپ نے اعزاز پانے والے انصار میں اپنے دستِ مبارک سے انعامات تقسیم فرمائے۔ اس کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان نے تمام کھلاڑیوں، ناظمین علاقہ، اضلاع اور زعمائے اعلیٰ کا شکریہ ادا کیا جو اس ریلی کے لئے سارا سال تیاری کرتے رہے اور اگلے سال کے لئے جو کہ خلافت جوبلی کا سال ہے بھرپور انداز سے تیاری کرنے کی تلقین فرمائی۔ جس کے بعد محترم مہمان خصوصی نے انصار اللہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ

انصار کی اکثریت اپنے گھروں کی سربراہ ہے۔ اس لئے بحیثیت سربراہ ان کی تربیت کی ذمہ واری آپ سب پر ہے۔ اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اجتماعی دعا کے ساتھ یہ تقریب اختتام کو پہنچی اس تقریب کے بعد لان دفاتر مجلس انصار اللہ پاکستان میں تمام کھلاڑیوں اور معزز مہمانوں کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔

انتظامیہ سپورٹس ریلی

1	منتظم اعلیٰ	مکرم عبد الجلیل صادق صاحب
2	منتظم رابطہ	مکرم قریشی سفیر احمد صاحب
3	منتظم رہائش، استقبال	مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب
4	منتظم طعام	مکرم سید قاسم احمد شاہ صاحب
5	منتظم مقابلہ جات	مکرم لطیف احمد جھمٹ صاحب
6	منتظم طبی امداد	مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب
7	منتظم تربیت	مکرم مبارک احمد طاہر صاحب
8	منتظم سٹیج و تیاری ہال	مکرم محمد اسلم شاد منگلا صاحب
9	منتظم نظم و ضبط	مکرم نصیر احمد چوہدری صاحب
10	منتظم رجسٹریشن و اشاعت	مکرم سید طاہر احمد شاہ صاحب
11	منتظم صفائی و آب رسانی	مکرم عبد السمیع خان صاحب
12	منتظم سمعی و بصری	مکرم منیر احمد بسمل صاحب
13	منتظم انعامات	مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب

ٹیکنیکل کمیٹی:

مکرم میجر شاہد احمد سعدی صاحب صدر

جیوری آف اپیل:

مکرم راجہ منیر احمد صاحب صدر

فہرست انعامات

مقابلہ بیڈمنٹن سنگل صف اول: اول: مکرم چوہدری طارق محمود صاحب، علاقہ فیصل آباد، **دوم:** مکرم محمود احمد صاحب، علاقہ سرگودھا، **حوصلہ افزائی:** مکرم چوہدری منور احمد صاحب، علاقہ فیصل آباد

مقابلہ بیڈمنٹن ڈبل صف اوّل : اوّل: مکرم چوہدری طارق محمود صاحب ،علاقہ فیصل آباد،مکرم چوہدری منور احمد صاحب، علاقہ فیصل آباد **دوم:** مکرم شیخ کریم الدین صاحب ،علاقہ ملتان،مکرم پرویز باجوہ صاحب، علاقہ ملتان **حوصلہ افزائی:** مکرم مرزا محمد اکرام صاحب، علاقہ سندھ

مقابلہ بیڈمنٹن سنگل صف دوم: اوّل: مکرم رانا خالد محمود صاحب، **دوم:** مکرم طارق حبیب ملک صاحب، علاقہ لاہور **حوصلہ افزائی:** مکرم وقار احمد بٹ صاحب، علاقہ لاہور

مقابلہ بیڈمنٹن ڈبل صف دوم : اوّل: مکرم لیاقت علی صاحب ،مکرم آغا حبیب صاحب، علاقہ سرگودھا، **دوم:** مکرم عبدالحلیم صاحب سحر، مکرم رانا خالد محمود صاحب، علاقہ ربوہ **حوصلہ افزائی:** مکرم قمر اللہ شاہین صاحب، علاقہ گوجرانوالہ

مقابلہ ٹیبل ٹینس سنگل صف اوّل: اوّل: مکرم پیر افتخار الدین صاحب ، **دوم:** مکرم پیر انصار الدین صاحب ، علاقہ راولپنڈی، **حوصلہ افزائی:** مکرم راجہ رشید احمد صاحب، علاقہ کراچی

مقابلہ ٹیبل ٹینس ڈبل صف اوّل: اوّل: مکرم پیر انصار الدین صاحب ،مکرم پیر افتخار الدین صاحب، علاقہ راولپنڈی ، **دوم:** مکرم ماجد خان صاحب، مکرم کرنل ظفر علی صاحب، علاقہ لاہور **حوصلہ افزائی:** مکرم پرویز باجوہ صاحب، علاقہ ملتان

مقابلہ ٹیبل ٹینس سنگل صف دوم: اوّل: مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب، علاقہ ربوہ **دوم:** مکرم محمد انور صابر صاحب، علاقہ کراچی **حوصلہ افزائی:** مکرم ملک اختر صاحب، علاقہ راولپنڈی

مقابلہ ٹیبل ٹینس ڈبل صف دوم: اوّل: مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب، مکرم خواجہ ایاز احمد صاحب، علاقہ ربوہ، **دوم:** مکرم شیخ وسیم الدین صاحب، مکرم بشیر احمد منیر صاحب، علاقہ ملتان **حوصلہ افزائی:** مکرم تحسین احمد صاحب، علاقہ لاہور

مقابلہ کلائی پکڑنا صف اوّل: اوّل: مکرم مبارک احمد علوی صاحب ، علاقہ ربوہ، **دوم:** مکرم محمد حسین صاحب ، علاقہ ملتان، مکرم اسد اللہ منگلا صاحب، علاقہ سرگودھا **حوصلہ افزائی:** مکرم غلام رسول صاحب، علاقہ سندھ

مقابلہ کلائی پکڑنا صف دوم: اوّل: مکرم برکت علی صاحب، علاقہ ملتان، **دوم:** مکرم قریشی اخلاق احمد صاحب، علاقہ ربوہ **حوصلہ افزائی:** مکرم علی احمد صاحب، علاقہ ملتان

مقابلہ پیدل چلنا صف اوّل: اوّل: مکرم سلیم احمد خان صاحب، علاقہ لاہور **دوم:** مکرم مبشر احمد صاحب، علاقہ فیصل آباد **حوصلہ افزائی:** مکرم رفیق احمد بھٹی صاحب، علاقہ راولپنڈی

مقابلہ پیدل چلنا صف دوم: اوّل: مکرم نصیر احمد فوجی صاحب، **دوم:** مکرم نثار احمد صاحب، علاقہ ربوہ **حوصلہ افزائی:** مکرم ارشاد احمد صاحب علاقہ فیصل آباد

مقابلہ دوڑ ۱۰۰ میٹر صف اوّل: اوّل: مکرم محمد اسد اللہ منگلا صاحب، علاقہ سرگودھا، **دوم:** مکرم خالد محمود بسراء

صاحب، علاقہ لاہور **حوصلہ افزائی:** مکرم محمد اقبال صاحب، علاقہ ربوہ

مقابلہ دوڑ ۱۰۰ میٹر صف دوم۔ اوّل: مکرم شمیم احمد صاحب، علاقہ سندھ **دوم:** مکرم عثمان داؤد صاحب، علاقہ گوجرانوالہ

حوصلہ افزائی: مکرم ناصر احمد چیمہ صاحب، علاقہ گوجرانوالہ

مقابلہ سیر و مشاہدہ: اوّل: مکرم چوہدری منصور احمد بھنڈر صاحب، علاقہ لاہور **دوم:** مکرم منور احمد تنویر صاحب، علاقہ ربوہ

حوصلہ افزائی: مکرم صفدر نذیر گولیکی صاحب، علاقہ ربوہ

مقابلہ گولہ پھینکنا صف اوّل: اوّل: مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب، علاقہ سندھ **دوم:** مکرم رانا عبدالباسط صاحب، علاقہ فیصل آباد **حوصلہ افزائی:** مکرم نصیر احمد صاحب، گوجرانوالہ

مقابلہ گولہ پھینکنا صف دوم: اوّل: مکرم طاہر محمود صاحب ربوہ **دوم:** مکرم عثمان داؤد ناصر صاحب، علاقہ گوجرانوالہ **حوصلہ افزائی:** مکرم ناصر احمد چیمہ صاحب، علاقہ گوجرانوالہ

مقابلہ تھالی پھینکنا صف اوّل: اوّل: مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب، علاقہ سندھ **دوم:** مکرم نصیر احمد صاحب، علاقہ راولپنڈی **حوصلہ افزائی:** مکرم رانا عبدالباسط صاحب، علاقہ فیصل آباد

مقابلہ تھالی پھینکنا صف دوم: اوّل: مکرم طاہر محمود صاحب، ربوہ **دوم:** مکرم راجہ منور احمد صاحب، علاقہ کراچی

حوصلہ افزائی: مکرم نوید احمد بسراء صاحب علاقہ سرگودھا

مقابلہ سائیکل ریس صف دوم: اوّل: مکرم ناصر احمد چیمہ صاحب، علاقہ گوجرانوالہ **دوم:** مکرم نثار احمد صاحب، علاقہ ربوہ

حوصلہ افزائی: مکرم محفوظ احمد صاحب، علاقہ لاہور

مقابلہ رسہ کشی صف اوّل: اوّل ٹیم: ربوہ مکرم محمد اختر صاحب، مکرم رانا محمد صدیق صاحب، مکرم ظفر اقبال صاحب، مکرم ظفر اللہ رشید صاحب، مکرم مبارک احمد علوی صاحب، مکرم محمد افضل صاحب، مکرم عبدالرشید منگلا صاحب، مکرم قریشی مبارک احمد صاحب، مکرم قریشی انصاف احمد صاحب، مکرم نذیر احمد باجوہ صاحب، مکرم خواجہ صفی الدین صاحب

دوم ٹیم: علاقہ لاہور مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب، مکرم خالد محمود بسراء صاحب، مکرم رشید احمد ججہ صاحب، مکرم مشتاق احمد ججہ صاحب، مکرم عبداللطیف صاحب، مکرم اشفاق احمد صاحب، مکرم داؤد کیانی صاحب، مکرم شفیق احمد صاحب، مکرم عبدالعزیز منگلا صاحب، مکرم محمد شریف بٹ صاحب، مکرم نصیر احمد شاہد صاحب

حوصلہ افزائی: مکرم سید محمد یوسف صاحب چک 38 جنوبی علاقہ سرگودھا

مقابلہ رسہ کشی صف دوم: اوّل ٹیم: علاقہ ربوہ مکرم محمد اشرف بابر صاحب، مکرم نسیم احمد شمس صاحب، مکرم رانا ارشاد احمد صاحب، مکرم رانا اقبال احمد صاحب، مکرم غلام سرور صاحب، مکرم رانا اللہ دتہ صاحب، مکرم رانا مقبول احمد صاحب، مکرم رانا

فاروق احمد صاحب، مکرم مبشر احمد چیمہ صاحب، مکرم رانا عبدالخالق صاحب، مکرم رانا رشید انور صاحب

دوم ٹیم: علاقہ گوجرانوالہ مکرم عثمان داؤد صاحب، مکرم ناصر احمد چیمہ صاحب، مکرم محمد لطیف احمد صاحب، مکرم الماس ایوب صاحب، مکرم حافظ جری احمد صاحب، مکرم منور احمد صاحب، مکرم محمد ارشد بٹ صاحب، مکرم منور احمد بھٹی صاحب، مکرم انعام اللہ صاحب، مکرم عبدالقادر صاحب، مکرم طاہر احمد صاحب

حوصلہ افزائی: مکرم سید علیم شاہ صاحب، علاقہ کراچی

مقابلہ رسہ کشی نمائشی مقابلہ مابین ناظمین وقائدین انصاراللہ پاکستان: اول ٹیم: ناظمین مکرم شیخ محمد انور صاحب، ناظم علاقہ ملتان، مکرم سیف علی شاہد صاحب، ناظم علاقہ سندھ، مکرم رانا منصور احمد صاحب، ناظم علاقہ گوجرانوالہ، مکرم ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب، ناظم ضلع گوجرانوالہ، مکرم صفدر علی وڑائچ صاحب، ناظم ضلع سرگودھا، مکرم منیر مسعود صاحب، ناظم ضلع لاہور، مکرم ماسٹر منیر احمد صاحب، ناظم ضلع جھنگ، مکرم ڈاکٹر مظفر احمد کونڈل صاحب، ناظم علاقہ سرگودھا، مکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب، ناظم ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ، مکرم چوہدری ادریس احمد صاحب، ناظم علاقہ فیصل آباد، مکرم راجہ سعید احمد صاحب، ناظم علاقہ کراچی، مکرم مختار احمد گھمن صاحب ناظم ضلع لیہ، مکرم ارشد علی بھلر صاحب، ناظم ضلع سکھر

دوم ٹیم: مجلس عاملہ پاکستان مکرم چوہدری لطیف احمد جھمٹ صاحب، مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب، مکرم نصیر احمد چوہدری صاحب، مکرم قریشی سفیر احمد صاحب، مکرم عبدالجلیل صادق صاحب، مکرم مبارک احمد طاہر صاحب، مکرم محمد اسلم منگلا صاحب، مکرم سید طاہر احمد شاہ صاحب، مکرم عبدالسمیع خان صاحب، مکرم منیر احمد بسمل صاحب، مکرم میجر شاہد احمد سعدی صاحب، مکرم راجہ منیر احمد خان صاحب، مکرم ڈاکٹر عبدالخالق صاحب، مکرم منور شمیم خالد صاحب، مکرم حافظ مظفر احمد صاحب

مقابلہ والی بال: اول ٹیم: لاهـــــور مکرم انوار احمد صاحب، مکرم مبشر احمد صاحب، مکرم شبیر احمد صاحب، مکرم محمد اشرف صاحب ولد لال دین صاحب، مکرم عبدالحمید صاحب، مکرم خالد محمود بسراء صاحب، مکرم غلام سرور صاحب، مکرم محمد اشرف صاحب، مکرم ناصر احمد صاحب

دوم: ربـــــوہ مکرم بشارت احمد صاحب، مکرم محمد نواز بھٹی صاحب، مکرم سید مبشر احمد شاہ صاحب، مکرم چوہدری طاہر احمد صاحب، مکرم محمد اجمل صاحب، مکرم عبدالحلیم سحر صاحب، مکرم خالد محمود سدھو صاحب، مکرم نصیر حیدر بسراء صاحب، مکرم حافظ پرویز اقبال صاحب **حوصلہ افزائی** (1) مکرم انصر احمد وڑائچ صاحب، علاقہ سرگودھا، (2) مکرم محمد عثمان داؤد صاحب، علاقہ گوجرانوالہ

معمر ترین کھلاڑی: مکرم رفیق احمد کونڈل صاحب (87 سال) مجلس گلشن جامی کراچی، آپ نے کلائی پکڑنے کے مقابلہ میں حصہ لیا۔

بہترین کھلاڑی: مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب سندھ صف اول (گولہ پھینکنا۔اول، تھالی پھینکنا۔اول، والی بال۔کیپٹن)

بہترین علاقہ: علاقہ ربوہ 142 پوائنٹس